

کراچی عثمانی منبر

اولہ

اُن کی حقیقت

www.KitaboSunnat.com

مؤلف خواجہ محمد قاسم رحمہ اللہ

ناشر ادارۃ اشاعت القرآن و حدیث پاکستان

Phone : 2635935



معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مَجْلِسُ التَّحْقِیْقِ الْإِسْلَامِیِّ کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

✉ KitaboSunnat@gmail.com

🌐 www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

| | | | |
|----|----|------------------------------------|---------------------------|
| 38 | 3 | چور کی ماں | اولیاء اللہ کا مقام |
| 39 | 3 | شیعہ سے زیادہ ظالم | بلا تبصرہ |
| 40 | 16 | محدثین اور صلاۃ و سلام کا پیش ہونا | کرامات یا کرافات |
| 44 | 17 | قبر کی زندگی | ڈاکٹر صاحب |
| 47 | 18 | غیر اللہ کی قسم | ڈاکٹر صاحب کا کردار نہاشی |
| 50 | 19 | کلمہ کا مفہوم | احبار و رہبان |
| 50 | 19 | طاغوت | بریلوی سازش |
| 51 | 21 | صاحب مشکوٰۃ وغیرہ | نانگے شاہ |
| 51 | 22 | ابن کثیرؒ | غلط پروپیگنڈہ |
| 52 | 23 | ابن تیمیہؒ، ابن قیمؒ اور سماع موتی | داستان امیر حمزہ |
| 53 | 24 | میت کا دعا کرنا | یہ قلندر نہ باتیں |
| 54 | 26 | صحیحین اور قبر کی زندگی | افراط و تفریط |
| 59 | | حضرت امام ابو حنیفہ | یہ بھی حوالے ہیں |
| 61 | 32 | سماع موتی اور شرک | حسن ظن |
| 64 | 33 | توحید ایک مذاق بن گئی | احمد رضا خان صاحب |
| 64 | 35 | اگلی منزل پر دیزیت | نیک لوگ |
| 65 | 37 | عثمانی اور خوارج | بخیل |

| | | | |
|-----|-------------------------------|----|-----------------------|
| 95 | خلق نبوی ﷺ | 71 | ایک ڈاکٹر صاحب |
| 97 | کفر کفر میں فرق ہے | 71 | ایک اور ڈاکٹر صاحب |
| 98 | احتیاط | 73 | قیامت کی نشانی |
| 100 | منطقی کفر | 73 | اہل حدیث کی توحید |
| 101 | یہ بھی مشرک | 75 | نئی بھرتی |
| 103 | کیپٹن صاحب کا مذہب | 76 | یہ ہم سے نہیں ہو سکتا |
| 103 | جمہوریت | 77 | نصیحت |
| 107 | انہی بھی فارغ کیجئے | 78 | |
| 111 | بعد نماز دعاء | 79 | |
| 116 | وتروں میں دعائے قنوت | 82 | محمد بن عبد الوہابؒ |
| 117 | اذان اور امامت پر اجرت لینا | 82 | شاہ ولی اللہ |
| 121 | الہمدیث نام | 84 | شاہ اسماعیل شہیدؒ |
| 124 | لفظ مسلمان | 86 | صراط مستقیم |
| 124 | عثمانی الہمدیث مساجد میں۔ | 86 | کرامات اہل حدیث |
| 126 | مشرک کہ جلے | 89 | اعظم ہر بات |
| 128 | شیطان دوسو سے | 91 | کافر اور جہنمی |
| 128 | مسلمان مشرک کا وارث نہیں ہوتا | 91 | رحمۃ اللہ علیہ |
| 129 | آپس میں نکاح بھی جائز نہیں | 94 | مشرک اور مشرک |
| 94 | محمد بن عبد اللہ ﷺ | 94 | جہنم کی فوج |

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اولیاء اللہ کا مقام

اس میں شک نہیں اولیاء اللہ کا مقام بہت بلند ہے۔ یہ اللہ کی دوستی کے منصب پر فائز ہیں مگر ستم یہ ہے ان کے حالات لکھنے والوں نے نہایت نادان دوستی کا ثبوت دیا ہے۔ وہ اگر بہترین مسلمان تھے تو یقیناً انہوں نے توحید ہی پھیلائی ہوگی اور اتباع سنت پر ہی زور دیا ہوگا مگر سوانح نگاروں نے ان کا جو نقشہ کھینچا ہے اور ان کی جو منظر کشی کی ہے وہ نہایت مکروہ اور مضحکہ خیز ہے۔ اس کے مطابق کبھی وہ جادوگر نظر آتے ہیں کبھی بھوت پریت لگتے ہیں کبھی پاگل دکھائی دیتے ہیں کبھی جو کر معلوم ہوتے ہیں اور کبھی ایسے محسوس ہوتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ ان کا لنگوٹیا رہا ہو۔ مثلاً سماعت فرمائیے۔

بلا تبصرہ: ۱۔ ابراہیم بن ادھم قدم قدم پر دو نفل پڑھتے ہوئے چودہ

برس میں بلخ سے خانہ کعبہ کے مقام پر پہنچے تو خانہ کعبہ ندارد..... ہاتھ غیبی نے آواز دی کہ وہ جنگل میں ایک ضعیفہ کی زیارت کو گیا ہے وہاں پہنچے تو دیکھا کہ خانہ کعبہ رابعہ بصریہ کا طواف کر رہا ہے۔ (انیس الارواح مترجم ص ۷۷ ملفوظات عثمان ہارونی مرتبہ معین الدین اجمیری)۔

۲۔ بایزید بسطامی نے فرمایا خانہ کعبہ نے میرے گرد طواف کیا۔ (دلیل العارفین ملفوظات معین الدین چشتی)۔ مرتبہ بختیار کاکی ص ۹۷۔

۳۔ فرمایا میں دو انگلیوں کے درمیان دنیا و ما فیہا کو دیکھتا ہوں۔ (ایضاً ص ۱۰۰)۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۴۔ مقام قرب میں پہنچے تو ہاتھ نے آواز دی کہ بایزید! ہم نے بہشت دوزخ، عرش کرسی جو کچھ ہماری مملکت ہے، تجھے دیدی کہا تیرے عزت و جلال کی قسم قیامت کے دن آتش دوزخ کے سامنے کھڑا ہو کر ایسی سرد آہ کھینچوں گا کہ دوزخ کی حرارت زائل ہو جائے گی حتیٰ کہ کچھ نہ رہے گی۔ (ایضاً ص ۹۷)

۵۔ فرمایا سبحانی ما اعظم شانی۔ (نوائد فریدیہ، مترجم ص ۷۳)۔

۶۔ فرمایا میرا جہنذا محمد صلعم کے جہنذے سے زیادہ ہے۔ (ایضاً)۔

۷۔ فرمایا میرے دل میں دنیا کا خیال آتا ہے تو وضو کرتا ہوں، آخرت کا خیال آتا ہے تو غسل جنابت کرتا ہوں۔ (کشف المحجوب باب ۳۱ ص ۷۶)۔

۸۔ آپ حج کے لئے جا رہے تھے راستہ میں ایک مفلس ملا اس نے کہا یہ رقم مجھے دے کر سات مرتبہ میرا طواف کر لیجئے۔ آپ کاج حج ہو جائے گا آپ نے اس کے کہنے پر عمل کیا۔ (تذکرہ الاولیاء ص ۸۹ از شیخ فرید الدین عطار)۔

۹۔ فرمایا چالیس برس تک عام انسانوں کی غذا کبھی تک نہیں کیونکہ میرا رزق تو کہیں اور سے آتا ہے۔ (ایضاً ص ۹۱)۔

۱۰۔ فرمایا خدا کو طالب اور خود کو مطلوب پایا۔ (ایضاً)۔

۱۱۔ فرمایا اگر تجھے کو صفات آدم، قدس جبریل، خلعت ابراہیم، شوق موسیٰ، پاکیزگی عیسیٰ، اور حب محمدؐ سب کچھ عطا ہو جائے، جب بھی خوش نہ ہوتا کیونکہ یہ سب حجابات ہیں۔ (ایضاً ص ۹۲)۔

۱۲۔ فرمایا میں اب ایسا بے نیاز ہو چکا ہوں کہ مجھے نماز معاف ہو چکی ہے۔ (ایضاً ص ۹۳)۔

۱۳۔ کسی نے پوچھا آپ کے پاس عورتوں کا اجتماع کیوں رہتا ہے اس میں کیا راز محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

- ہے؟ فرمایا یہ ملائکہ ہیں میں انہیں علمی مسائل سمجھاتا ہوں۔ (ایضاً ص ۹۵)۔
- ۱۳۔ خدا نے جن قلوب کو بار محبت اٹھانے کے قابل نہیں پایا ان کو عبادت کی طرف لگا دیا۔ (ایضاً ص ۱۰۳)۔
- ۱۵۔ پوچھا گیا کہ آپ رات میں نماز کیوں نہیں پڑھتے؟ فرمایا کہ مجھے عالم ملکوت کے چکر لگانے ہی سے فرصت نہیں ملتی اس کے علاوہ لوگوں کو اعانت کرتا رہتا ہوں۔ (ایضاً ص ۱۰۵)۔
- ۱۶۔ میں خدا کو دوست نہیں بلکہ وہ مجھے دوست رکھتا ہے۔ (ایضاً ص ۱۰۶)۔
- ۱۷۔ مجھے وہ اوصاف حاصل ہوئے کہ اگر ان میں ایک جبہ کے برابر بھی سایہ آئے تو نظام عالم درہم برہم ہو جائے۔ (ایضاً ص ۱۰۲)۔
- ۱۸۔ عرش کرسی، قلم، ابراہیمؑ، موسیٰؑ، محمدؐ، ملائکہ میں ہوں۔ (ایضاً ص ۱۰۶)۔
- ۱۹۔ میرے علم کے نیچے مخلوق کے علاوہ انبیاء کرام بھی ہوں گے۔ (ایضاً ص ۱۰۸)۔
- ۲۰۔ فضیل بن عیاضؒ نے فرمایا میں عرش، کرسی، لوح اور قلم ہوں۔ میں جبریلؑ، میکائیلؑ، ابراہیلؑ، عزرائیلؑ، ہوں۔ میں موسیٰؑ اور محمدؐ ہوں۔ (فوائد فریدیہ ص ۷۲ مصنف خواجہ غلام فریدی)۔
- ۲۱۔ حمزہ خراسانیؒ نے دُبنے کی آواز سن کر فرمایا لیلیٰ جل شانہ اور وجد میں آگئے۔ (ایضاً ص ۷۳)۔
- ۲۲۔ حسین بن منصور نے فرمایا عارف ایمان نہیں لاتا تاکہ کافر نہ بن جائے۔ (ایضاً ص ۷۶)۔
- ۲۳۔ کسی نے کہا اے حسین بن منصور! تو پیغمبر ہونے کا دعویٰ کرتا ہے فرمایا

کہ افسوس ہے تجھ پر تو نے میری قدر کم کر دی میں تو خدائی کا دعویٰ کرتا ہوں تو پیغمبری دعویٰ کہتا ہے۔ (ص ۷۶ ایضاً)

۲۴۔ ابو العباس نے فرمایا سورج میرے حکم سے طلوع ہوتا ہے۔ (ایضاً ص ۷۸)۔

۲۵۔ ابو الحسن خرقانیؒ نے فرمایا صبح سویرے اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ کشتی کی اور ہمیں بچھاڑ دیا۔ (ایضاً ص ۷۸)۔

۲۶۔ فرمایا میں اپنے رب سے دو سال چھوٹا ہوں۔ (ایضاً ص ۷۸)۔

۲۷۔ حضرت جنید بغدادیؒ کا ایک مرید بد اعتقاد ہو گیا آپ نے فرمایا میں نے تجھے ولایت سے بر طرف کر دیا۔ اسی وقت اس کا چہرہ سیاہ پڑ گیا وہ چلا اٹھا کہ راحت میرے دل سے غائب ہو گئی وہ توبہ میں مشغول ہو گیا حضرت جنیدؒ نے کہا تو نہیں جانتا کہ اللہ عز و جل کے اولیاء رازوں اور پوشیدہ باتوں سے بھی واقف ہوتے ہیں اور تو ان کے ضرب کی تاب نہیں لاسکے گا۔ پھر انہوں نے اس پر دم کیا وہ مراد کو پہنچ گیا۔ (کشف المحجوب مترجم ص ۱۳۲)۔

۲۸۔ حضرت علی ہجویریؒ نے کئی بار بایزید کے حرار کی مجاورت کی۔ (کشف المحجوب)۔

۲۹۔ حضرت جنیدؒ یا اللہ کہتے ہوئے زمین کی مثل چل کر و جملہ نہر کو پار کرنے لگے۔ ایک شخص نے کہا میں کس طرح آؤں؟ فرمایا جنید یا جنید کہتا ہوا چلا آ۔ چنانچہ وہ بھی دریا پر زمین کی مثل چلنے لگا بیچ دریا میں پہنچا تو شیطان لعین نے دل میں وسوسہ ڈالا کہ حضرت خود تو یا اللہ کہیں اور مجھ سے یا جنید کہلاتے ہیں۔

اس نے یا اللہ کہا اور ساتھ ہی غوطہ کھایا پکارا حضرت میں چلا۔ فرمایا یہی کہہ یا جنید یا جنید۔ جب کہا دریا سے پار ہوا۔ عرض کی حضرت یہ کیا بات تھی؟ آپ یا اللہ کہیں تو پار ہوں اور میں کہوں تو غوطہ کھاؤں؟ فرمایا بے نادان ابھی تو جنید تک تو پہنچا نہیں اللہ تک رسائی کی ہوس ہے؟ (ملفوظات ص ۷۱۱ احمد رضا خاں)۔

۳۰۔ ایک مرتبہ آپ کے وعظ کے دوران میں چالیس افراد میں سے ۲۲ پر غشی طاری ہو گئی اور ۱۸ انتقال کر گئے۔ (تذکرۃ الاولیاء ص ۱۹۳)۔

۳۱۔ فرمایا میں ایک ہفتک پر چالیس سال تک اپنے مرشد کے در پر کھڑا رہا ہوں۔ (ایضاً ص ۱۸)۔

۳۲۔ ایک ہندو لڑکا بے گناہ پھانسی چڑھ گیا، خواجہ قطب الدین مختیار کاکی کی دعا سے دوبارہ زندہ ہو گیا۔ یہ کرامت دیکھ کر ہزاروں ہندو مسلمان ہو گئے۔ (اسرار الاولیاء ص ۱۱۰۔ ملفوظات خواجہ فرید الدین گنج شکر مرتبہ خواجہ بدر الحق)۔

۳۳۔ تین ابدال لڑتے ہوئے شیخ عبدالقادر جیلانی کی خانقاہ پر سے گزرے۔ دو تو ادب سے واپس ہائیں ہٹ گئے۔ ایک نے عین لو پر سے گزرنا چاہا تو گر گیا اس کے ہاتھ پاؤں ٹوٹ گئے اور حالت خراب ہو گئی۔ (قوائد الفوائد ص ۴۵ ملفوظات حکام الدین لولیاء مرتبہ خواجہ حسن دہلوی)۔

۳۴۔ شب معراج جب آنحضرت صلعم کی حضرت موسیٰ سے ملاقات ہوئی تو امام غزالی بھی حاضر ہو گئے۔ (امداد المشتاق، مصنفہ اشرف علی تھانوی ص ۹۲)۔

۳۵۔ خواجہ عثمان ہارونی کی مریانی سے معین الدین اجمیری کو عرش، تخت الکبریٰ، حجاب عظمت اور پھر دو انگلیوں کے درمیان ۱۸ ہزار عالم نظر آئے۔

(انیس الارواح ص ۴، ۵)۔

۳۶۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزہ سے ابو بکر صدیقؓ، عمر فاروقؓ، علی بن ابی طالبؓ، ابوذر غفاریؓ بذریعہ ہوائے سلیمانی ایک کبل کے ساتھ اڑ کر اصحاب کف کو سلطان بنا آئے۔ (فوائد القواص ص ۲۰۹)۔

۳۷۔ شیخ مودود چشتیؒ اور ایک درویش مراقبہ میں خرقے کے اندر ہی اندر سے غائب ہو کر کوہ قاف کی سیر کر آئے۔ (دلیل العارفین ص ۸۵)۔

۳۸۔ جب خواجہ مودود چشتیؒ کو اشتیاق کعبہ غالب ہوتا تو فرشتوں کو حکم ہوتا کہ خانہ کعبہ کو چشت میں پہنچادیں اور خواجہ کے آگے کر دیں۔ جب خواجہ اسے دیکھتے طواف کرتے نماز پڑھتے پھر فرشتے اس کو اس کے مقام پر پہنچادیتے۔ (فوائد السالکین ص ۱۲۸، ملفوظات عتیقہ کاشی مرتبہ فرید الدین گنج شکر)۔

۳۹۔ قیوم ثالث خواجہ محمد نقشبند مکہ پہنچے تو کعبہ معظمہ آپ کے استقبال کو آیا اور گلے ملا۔ (مشائخ نقشبندیہ ص ۴۱۳)۔

۴۰۔ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے فرمایا میں نے دلدرد و جنم سے دریافت کیا میرے مریدوں میں سے تمہارے پاس کوئی ہے؟ جواب دیا عزت پروردگار کی قسم کوئی بھی نہیں دیکھو میرا لوسل حیات میرے مریدوں پر ایسا ہے جیسے آسمان زمین کے لوپر۔ اگر میرا مرید اچھا نہیں تو کیا ہوا میں تو اچھا ہوں جلال پروردگار کی قسم جب تک میرے تمام مرید بہشت میں نہیں چلے جائیں گے میں بارگاہ الہی میں نہیں جاؤں گا۔ اور اگر مشرق میں میرے ایک مرید کا پردہ عفت بکھوگا ہو اور میں مغرب میں ہوں تو یقیناً میں اس کی پردہ پوشی کروں گا۔ (اخبار الاخیار مترجم

مولانا سید محمود صاحب معتمد عبدالحق صاحب محدث دہلوی)۔
محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۴۱۔ آپ کی مجلس وعظ میں تمام اولیاء و انبیاء جو زندہ تھے وہ اپنے جسموں کے ساتھ اور جو زندہ نہیں تھے وہ اپنی روحوں کے ساتھ موجود ہوتے تھے۔ (ایضاً ص ۳۹)۔

۴۲۔ جب آپ منبر پر بیٹھ کر الحمد للہ کہتے تو روئے زمین کا ہر غائب و حاضری خاموش ہو جاتا۔ (ایضاً ص ۳۸)۔

۴۳۔ انسانوں کے بھی پیر ہیں جنات اور فرشتوں کے بھی لیکن میں تمام پیروں کا پیر ہوں۔ (ایضاً ص ۴۱)۔

جب بھی اللہ سے کوئی چیز مانگو تو میرے وسیلہ سے مانگو۔ (ایضاً ص ۴۹)۔

۴۵۔ جب میں تم سے کوئی بات کہوں تو تم پر اس کی تصدیق ضروری ہے..... میری تکذیب تمہارے لئے زہر قاتل ہے۔ (ایضاً ص ۴۲)۔

جس نے واصل باللہ ہونے کے لئے عبادت کا ارادہ کیا پس اس نے اللہ کے ساتھ شریک کیا۔

۴۶۔ میرا ہی قدم ہر ولی کی گردن پر ہے۔ (ایضاً ص ۸۱)۔

۴۷۔ آپ کے بارے میں عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں :
 باذن الہی حوادث زمانہ کا تصرف و انقلاب مارنے اور زندہ کرنے کے ساتھ متصف ہونا، اندھے اور کوڑھی کو اچھا کر دینا، مریموں کی صحت، بیماروں کی شفا، طی زمان و مکان، زمین و آسمان پر اجرائے حکم، پانی پر چلنا، ہوا میں اڑنا، لوگوں کے تھکنے کا بدلنا، اشیاء کی طبیعت کا تبدیل کرنا، غیب کی اشیاء کا منکشا، ماضی مستقبل کی باتوں کا بتلانا اور اس طرح کی دوسری کرامات مسلسل طور پر ہمیشہ عام و خاص کے درمیان آپ کے قصد و ارادہ سے بلکہ اظہار حقانیت کے طریقہ پر محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ظاہر ہوں۔ (اخبار الاخبار ص ۴۵)۔

۴۸۔ آپ کی کرامت سے بارہ برس بعد ڈوبی ہوئی کشتی بحال ہوئی اور گھوڑے، اونٹ، چمکڑے (براتی) دولہا اور دلہن بعافیت تمام اسی مقام سے کہ جہاں وہ کشتی ڈوبی تھی باہر نکل آئی۔ (زندہ اور نادرہ کرامات۔) (شائع کردہ بزم احناف مسجد غوثیہ کوچہ غوثیہ لاہور۔) ماخوذ سلطان الازکار فی مناقب غوث الاعراب۔ حوالہ خلاصۃ القادریہ من تصنیف شیخ شباب الدین سروردیؒ)۔

۴۹۔ خواجہ معین الدین چشتیؒ نے امتحان کی غرض سے مرید کو یہ کلمہ پڑھایا چشتی رسول اللہ۔ (فوائد السالکین ص ۱۲)۔

۵۰۔ آپ ہر شب خانہ کعبہ کے طواف کو جاتے رات بھر وہیں رہتے فجر سے پہلے پہلے یہاں پہنچ جاتے۔ (ایضاً)

۵۱۔ رابعہ ہر یہ شب و روز میں ایک ہزار رکعت نماز نفل پڑھتی تھیں دوران حج میں ان کی دعا سے ایک گدھا زندہ ہو گیا۔ (تذکرۃ الاولیاء ص ۴۳)۔

۵۲۔ ہر ۷۰ کے جنگل سے کروٹ کے بل لڑھکتے ہوئے سات سال میں عرفات پہنچیں۔ (ایضاً ص ۴۴)۔

۵۳۔ فرمایا: مخلوق سے طلب کرنا درکنار اپنے مالک حقیقی سے کبھی کچھ نہیں مانگا۔ (ایضاً ص ۵۲)۔

۵۴۔ ابو نعیم بن ادریسؒ نے فرمایا ایک مرتبہ میں کئی کپڑوں اور بڑے ہوئے بالوں کی حالت میں کشتی پر سوار ہو گیا اور اہل کشتی میرا مذاق اڑانے لگے حتیٰ کہ ایک مسخرہ بار بار میرے بال نوچتا اور گھونے مارتا چنانچہ اس وقت مجھے اپنے نفس

کی فکر نہ آئی۔ (ایضاً ص ۵۳)۔ (ایضاً ص ۵۴)۔

ایک مرتبہ لوگوں نے زدو کو بکر کے مسجد کی سیڑھیوں پر سے نیچے پھینک دیا اور ہر ہر سیڑھی پر جب سر میں چوٹ لگتی تو میرے اوپر اسرار و رموز آشکار ہوتے جاتے۔ (ایضاً)۔

۵۵۔ آپ کی کرامت سے پہاڑ چلنے لگا۔ (ایضاً ص ۷۵)۔

۵۶۔ بحر حانیؒ نے مُردوں کو لڑتے دیکھا جو سورۃ اخلاص کے ثواب کی تقسیم پر جھگڑ رہے تھے۔ (ایضاً ص ۷۴)۔

۷۵۔ امام شافعیؒ نے پانی کے اوپر مصلیٰ بچھا کر فرمایا یہاں آکر مناظرہ کرو۔ (ایضاً ص ۱۳۰)۔

۷۵۔ سل بن عبد اللہ تسری سلح آب پر چلتے تو قدم کبھی تر نہ ہوتے۔ (ایضاً ص ۱۵۳)۔

۵۹۔ کبھی چالیس شبانہ روز کے بعد صرف ایک باوام کھالیا۔ (ایضاً ص ۱۵۲)۔

۶۰۔ سری سقطیؒ نے فرمایا محشر میں امتوں کو انبیاء کرام کی جانب سے ندادی جائے گی لیکن اولیائے کرام کو خدا کی جانب سے پکارا جائے گا۔ (ایضاً ص ۱۶۳)۔

۶۱۔ بو ترابِ قشّیؑ نے فرمایا مجھے خدا سے بھی حاجت نہیں۔ (ایضاً ص ۱۷۰)۔

۶۲۔ ابو حفص حداد نے کہا تیس برس قبل ایک حدیث سنی تھی۔ اور آج تک اس پر مکمل عمل نہیں کر سکا پھر مزید حدیث سن کر کیا کروں گا؟ (ایضاً ص ۱۸۲)۔

۶۳۔ اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ اگر آج تو نے مجھے کچھ عنایت نہ کیا تو کعبہ کی تمام قد بلیں اس پتھر سے توڑ دوں گا۔ (ایضاً ص ۱۸۴)۔

۶۳۔ عمرو بن عثمان مکی نے کفار شتوں نے اس لئے سجدہ کیا کہ وہ مخلیق آدم کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

انکار کیا۔ (ایضاً ص ۲۰۲)۔

۶۵۔ ابو سعید خزار نے کہا ایک مرتبہ خواب میں حضور اکرمؐ نے سوال کیا کیا تو مجھے دوست رکھتا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ اللہ ہی کی دوستی میرے قلب میں اس طرح سرایت کئے ہوئے ہے کہ دوسرے کے لئے جگہ نہیں۔ (ایضاً ص ۲۰۴)۔

۶۶۔ عبد اللہ خفیف نے وقتاً فوقتاً چار سو نکاح کئے۔ (ایضاً ص ۲۰۸)۔

۶۷۔ حسین بن منصور نے کہا پچاس برس میں ایک ہزار سال کی نمازیں ادا کر چکا ہوں اور ہر نماز کے لئے غسل ضروری تصور کیا۔ (ایضاً ص ۲۵۴)۔

۶۸۔ آپ کعبہ کے پاس ننگے سر برہنہ جسم مکمل ایک سال تک کھڑے رہے۔ (ایضاً)۔

۶۹۔ آپ کے استغراق کا یہ عالم تھا کہ آپ کے تہبند میں ایک بھونے رہنے کی جگہ بنائی تھی۔ (ایضاً ص ۲۵۵)۔

۷۰۔ فرمایا موسیٰ علیہ السلام بھی برحق اور فرعون بھی سچا تھا۔ (ایضاً)۔

۷۱۔ عبد اللہ طوسی کہتے ہیں کہ روز محشر منصور کو اس لئے زنجیروں میں جکڑ کر پیش کیا جائے گا کہ کہیں میدانِ حشر زیرِ دہ نہ ہو جائے۔ (ایضاً ص ۲۵۹)۔

۷۲۔ ابو بکر واسطیؓ نے کہا معلوم ہوا طریقت شیطان ہی سے سیکھنی چاہئے جس نے نہ تو اللہ کے علاوہ کسی کے سامنے سر جھکایا اور نہ عالم کی ملامت قبول کر کے اس راستہ پر گامزن ہوا اس سے معلوم ہوا کہ صحیح معنوں میں جو ان مرد وہی نکلا۔ (ایضاً ص ۲۳۶)۔

۷۳۔ ابو الحسن خرقانیؒ نے کہا حدیث تو میں نے خود حضورؐ سے ہی سیکھی ہے۔ (ایضاً ص ۲۳۶)۔

ص ۲۸۴)۔

۷۴۔ ابو سعیدؓ اور ابو الحسنؓ نے باہم اپنے (مزاج) قبض و بسط کے احوال تبدیل کر لئے۔ (ایضاً ص ۲۸۵)۔

۷۵۔ ابو الحسنؓ نے ابو سعیدؓ سے کہا آج میں نے تمہیں موجودہ دور کا ولی مقرر کر دیا۔ (ایضاً)۔

۷۶۔ ابو الحسنؓ نے محمود غزنویؒ سے کہا اطیعوا اللہ میں ایسا غرق ہوں کہ اطیعوا الرسول میں بھی نہ امت محسوس کرتا ہوں۔ (ایضاً ص ۲۸۷)۔

۷۷۔ ایک دن کوئی صوفی ہوا میں پرواز کرتا ہوا آپ کے سامنے آکر اترالور زمین پر پاؤں مار کر کہنے لگا کہ میں اپنے دور کا جنیدؒ اور شکیؒ ہوں آپ نے بھی کھڑے ہو کر پاؤں مارتے ہوئے فرمایا کہ میں بھی خدائے وقت اور مصطفائے وقت ہوں۔ (ایضاً ص ۲۸۹)۔

۷۸۔ فرمایا میں اگر چاہوں تو ایک اشارے میں آسمان پکڑ کر کھینچ لوں۔ (ایضاً ص ۲۹۱)۔

۷۹۔ فرمایا میں چالیس قدم چلا جس میں ایک قدم عرش سے تخت الثریٰ تک تھا لور باقی قدموں کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتا۔ (ایضاً ص ۲۹۶)۔

۸۰۔ فرمایا روزِ محرم جب حضور اکرمؐ مخلوق کے معائنہ کے لئے جنت میں تشریف لے جائے گے تو ایک جماعت کو دیکھ کر سوال کریں گے یہ لوگ کون ہیں اور یہاں کیسے پہنچ گئے؟ کیونکہ فنا فی اللہ ہونے والی جماعت کو ایسی راہوں سے جنت میں پہنچائے گا کہ کوئی انہیں دیکھ نہیں سکے گا فرمایا اللہ تعالیٰ تک رسائی کے لئے ایک ہزار منزلیں ہیں جن میں سب سے پہلی منزل کرامت ہے۔ (ایضاً محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ)

ص ۳۰۰)۔

۸۱۔ شیئیؑ نے کہا عارف کی شان یہ ہے کبھی تو اپنے جسم پر پھھر بیٹھنے نہیں دیتا اور کبھی پلکوں پر ساتوں افلاک اور زمینوں کو اٹھا لیتا ہے۔ (ایضاً ص ۳۱۷)۔

۸۲۔ ابو العباسؑ قصاب نے کہا محشر میں تمام پرچموں سے زیادہ بلند پرچم میرا ہوگا اور جب تک حضرت آدمؑ سے لیکر حضرت موسیٰؑ تک میرے پرچم تلے نہیں آجائیں گے، میں باز نہیں آؤں گا۔ (ایضاً ص ۳۲۳)۔

۸۳۔ ابو الہیثم بن احمدؑ خواصؑ نے کہا حضرت خضر مرغ کی طرح اڑ کر میرے پاس تشریف لائے میں نے توکل کی حفاظت سے انہیں سلام تک نہ کیا۔ (ایضاً ص ۳۲۶)۔

۸۴۔ ابو علی دقاقؑ نے بے حد اصرار کے بعد منبر پر دائیں جانب اللہ اکبر بائیں جانب واللہ خیر و اعلیٰ اور قبلہ رو و رضوان من اللہ اکبر کہا بہت سے لوگ جاں بحق ہو گئے۔ (ایضاً ص ۲۴۱)۔

۸۵۔ اکبر بادشاہ کی قسمت میں اولاد نہیں تھی شیخ سلیم چشتیؒ نے اپنی بیوی کا حمل بذریعہ کرامت اکبر کی بیوی کے پیٹ میں ختم کر دیا تو جمانگیر پیدا ہوا۔ (مذکرۃ اولیائے پاک و ہند ص ۲۴۹)۔

۸۶۔ درس و تدریس چھوڑ کر ابو علی قلند ۱۲ سال تک پانی میں کھڑے رہے پنڈلیوں کا گوشت مچھلیاں کھا گئیں۔ (ایضاً ص ۱۰۶)۔

۸۷۔ ابو علی قلند شیر بھی بن جاتے تھے۔ (ایضاً ص ۱۱۳)۔

۸۸۔ خواجہ شمس الدین ترک نے اپنے سید ہونے کا ثبوت یہ پیش کیا کہ سید کا بال آگ میں نہیں جلتا اور پھر آگ میں کود گئے۔ (ایضاً ص ۹۴)۔

۸۹۔ شیخ جلال الدین نے حجرہ پر تھوکا اور وہ سونے کا بن گیا۔ (ایضاً ۱۳۵)۔

۹۰۔ جلال الدین بخاریؒ نے اپنے چار سالہ بچے کو نماز میں خلل اندازی کی وجہ سے بذریعہ کرامت مار ڈالا۔ (ایضاً ۱۳۵)۔

۹۱۔ علاؤ الدین صابؒ نے اپنی بیوی دختر فرید الدین گنج شکر کو ذریعہ کرامت جلادیا۔ (ایضاً ص ۷۸)۔

۹۲۔ شاہ بدیع الدین مدار سے مٹھی خاک لے کر دریا میں ڈالی گئی ڈوبی ہوئی کشتی مد آمد ہو گئی۔ (ایضاً ص ۱۸۹)۔

۹۳۔ عبدالعزیز دباغ نے احمد سلجاسی سے کمارات کو تم نے ایک بیوی کے جاگتے دوسری سے بھستری کی۔ عرض کیا حضور کو کس طرح علم ہوا؟ فرمایا جہاں وہ سو رہی تھی کوئی پلنگ اور بھی تھا؟ عرض کیا ہاں ایک پلنگ خالی تھا فرمایا اس پر میں تھا۔ (ملفوظات احمد رضا خاں ص ۱۶۹)۔

۹۴۔ ایک خطر وقت نے ایک ہی دن اور ایک ہی وقت میں پورے قافلے کو آٹھ دن کے لئے ایک شہر کی سیر کرائی۔

۹۵۔ پھر بہادر گڑھ کی ایک مسجد میں گدھی سے مصروف بھی ہوئے پھر اپنا لنگوٹ دھلوانے کے لئے میر اعظم علی شاہ کو دیا شہر میں آدھی رات تھی اور باہر دوپہر لگی ہوئی تھی۔ (تذکرہ غوثیہ حوالہ الانسان فی القرآن مصنفہ نو الحسن کیلیا نوالہ ص ۲۵۳)۔

۹۶۔ عبدالقدوس گنگوہیؒ نے ایک جوگی سے مقابلہ کیا جوگی پانی بن گیا مگر پانی بدبودار تھا پھر یہ پانی بن گئے اور یہ پانی خوشبودار تھا فرمایا یہ کفر و اسلام کا فرق ہے۔ وہ مع جلاں کے مسلمان ہو گیا آپ نے اسے صاحب ولایت مقرر کیا کہ کہیں بھیج دے گا اور جو برائیاں سے مزمین یا مشہور و منفرہ موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

دیا۔ (ماہنامہ دارالعلوم دیوبند جنوری ۱۹۶۰ء)۔

۹۷۔ عبداللہ شاہ قریشی نے بحری مار کر دوبارہ زندہ کر دی۔ (ایضاً جنوری ۱۹۵۸ء)۔

۹۸۔ ایک بزرگ نے اپنے مرید سے کہا حضور کو میرا سلام کہنا۔ حضور نے جواب دیا اپنے بدعتی پیر کو ہمارا بھی سلام کہنا یہ پیغام سن کر پیر صاحب خوشی سے ناچنے لگے۔ (ماہنامہ البلاغ ص ۱۰۰ اہل بیت ماہ صفر ۱۹۳۲ء زیر سرپرستی مفتی محمد شفیع)۔

۹۹۔ یوسف پوری صاحب نے اپنے والد مولانا محمد زکریا کے بارے میں لکھا کہ انہوں نے امام بخاری سے خواب میں پوری صحیح بخاری پڑھ کر اجازت لی اور حافظ بدرالدین عینی سے عمدۃ القاری اور ابن حجر عسقلانی سے فتح الباری پڑھ کر اجازت لی ہے۔ (الینتات اگست ۱۹۷۷ء)۔

کرامات یا خرافات :- یہ چند جھلکیاں بطور نمونہ پیش کی گئی ہیں ظاہر ہے کہ صحیح العقیدہ سنی مسلمانوں کے نزدیک ان کی حیثیت خرافات سے بڑھ کر نہیں۔ مذکورہ اوپائے کرام اگر واقعی بزرگ تھے تو پھر ان سے منسوب یہ باتیں صحیح نہیں اور اگر یہ باتیں صحیح ہیں تو پھر ان کی بزرگی مشتبہ ہے۔

بدنامی کے ذمہ دار :- جو لوگ ان باتوں کو کرامات سمجھتے ہیں اور ان کرامات سمیت مسلمانوں کو ان کی بزرگی منوانے پر مصر ہیں درحقیقت یہی لوگ ان کی بدنامی کا باعث ہیں۔ حوالہ جات مذکورہ کی وجہ سے اگر کوئی شخص بزرگوں کی شان میں گستاخی کر بیٹھے تو بہت حد تک اس کی ذمہ داری انہی اندھے مریدوں پر محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

عائد ہوتی ہے۔

ڈاکٹر صاحب :- کراچی میں ایک صاحب ہوئے ہیں جو اپنے آپ کو ایکس کیپٹن ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی لکھا کرتے تھے معلوم نہیں کسی جسمانی مریض کو ان سے شفا حاصل ہوئی یا نہیں البتہ مذہبی طور پر انہوں نے کئی ایک کو متعدی ہماری میں مبتلا کر دیا۔ اب فوت ہو گئے ہیں۔ اگر ائمہ دین اور اساطین اسلام کو مشرک کہنے اور مرے ہوؤں کی ہڈیاں اکھاڑ اکھاڑ کر ان پر کفر و شرک کے فتوے لگانے سے کسی کا اسلام سلامت رہ سکتا ہے تو ہمہ ان کی مغفرت کے لئے دعا گو ہے۔

آرہ مشین :- ایسے معلوم ہوتا ہے عثمانی صاحب کا اپنا کوئی مثبت مذہب نہیں بس ایک منفی ساطریقہ کار ہے۔ اللہ والوں کی عزت و آئندہ کو چیرنے کے لئے (معاذ اللہ) ایک آرہ مشین لگا رکھی ہے جس سے مشرک، مشرک، مشرک کی آواز پیدا ہوتی رہتی ہے۔ ان کا ایک ہی کام ہے۔ پرانے حوالوں کی فوٹو اسٹیلز چھاپیں اور فتویٰ جڑ دیا۔ یہی ان کا حربہ ہے، یہی ان کی تبلیغ ہے، یہی ان کا مشن ہے، یہی ان کا وظیفہ ہے اور یہی ان کے مذہب کا تانا بانا ہے۔ حالانکہ جو لوگ فوت ہو گئے ان کا معاملہ رب العزت کی عدالت میں پہنچ گیا، ہمیں اپنی توحید ثلاث کرنے کے لئے انہیں جہنم واصل کرنے کی ضرورت نہیں۔

تلك امة قد خلت لها ما كسبت ولكم ما كسبتم ولا

تسنلون عما كانوا يعملون۔ (بقرہ: ۱۴۱)

”یہ امت گزر گئی اس کے لئے ہے جو اس نے کمایا اور تمہارے لئے ہے جو تم نے محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کہا اور تم نہیں پوچھے جاؤ گے اس سے جو وہ کرتے تھے۔“

پچھلے کھاتے :- جس طرح فوت شدگان کی نیکیاں ہمارے کام نہیں آ

سکتیں اسی طرح ان کی برائیوں سے بھی ہمیں کوئی فائدہ یا نقصان نہیں پہنچ سکتا۔
مرحومین کے ”کفر و شرک“ پر اپنے مذہب کی بنیاد رکھنا کم عقلی ہے اور اس حماقت
پر جوئے کھانے کو راہ توحید میں مار کھانے کے مترادف سمجھنا کم عقلی و بے وقوفی
کی انتہا ہے۔

فرعون نے موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا تھا۔ ما بال القرون
الاولیٰ؟ پہلے لوگوں کا کیا حال ہے؟ تو آپ نے پچھلے کھاتے نہیں کھولے تھے
بلکہ فرمایا:

علمها عند ربی فی کتاب لا یضل ربی ولا یبسی (طہ: ۵۲)
”اس بات کا علم میرے رب کے پاس ہے، میرا رب نہ چوکتا ہے اور نہ بھولتا
ہے۔“

نباشی :- عثمانی صاحب کو کوئی مجبوری نہ تھی نہ جانے انہیں بیٹھے بٹھائے یہ
مشغل اختیار کرنے کی کیا تھی۔ گڑھے مردے اکھاڑنے شروع کر دیئے۔ یہ ایک
قسم کی نباشی ہی تو ہے۔ وقت کا اس سے بہتر مصرف نکل سکتا تھا کیا ہی اچھا ہوتا
اس کی جائے اگر وہ کراچی میں سمندر کے کنارے مچھلیاں پکڑتے یا گھونٹھے اور
سیپاں جمع کرتے رہتے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

من حسن اسلام المرء ترکہ مالا یعینہ۔ (موطا)۔

”اچھا مسلمان وہ ہے جو بے مقصد کام نہ کرے۔“
محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

نیز فرمایا: ان بعدہم قوما یشہدون ولا یتشهدون (صحیحین)۔
 ”بعد میں ایسے لوگ آئیں گے جو بلا طلب گواہی دیں گے۔“

احبار و رہبان :- عثمانی صاحب نے توحید خالص کے نام سے دو حصوں میں کتاب لکھی۔ حصہ اول میں صوفیا کا ذکر ہے اور دوم میں ائمہ دین کا۔ اپنے خیال کے مطابق انہوں نے پہلے حصہ میں رہبان کا اور دوسرے حصہ میں احبار کا ذکر کیا ہے۔ عثمانیوں کے علم میں یہ بات آئی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے غالباً تین مقامات پر قرآن مجید میں احبار و رہبان کا ذکر فرمایا ہے۔ ایک مقام پر یہ کہ لوگوں نے انہیں رب بنا لیا۔ (توبہ: ۳۱) دوسرے مقام پر یہ کہ یہود سے (سب نہیں) احبار و رہبان باطل طریقے سے لوگوں کو کمال کھاتے ہیں۔ (توبہ: ۳۴) تیسرے مقام پر یہ کہ مسلمانوں سے عیسائیوں کی محبت کی وجہ یہ ہے کہ ان میں قمیص و رہبان موجود ہیں۔ (مائتہ: ۸۲)۔ پہلی آیت میں احبار و رہبان بے قصور ہیں۔ دوسری آیت میں احبار و رہبان کی جوہر ایسا بیان ہوئی ہیں اسے عثمانی صاحب نے بیان نہیں کیا اور تیسری آیت میں ان کی فضیلت بیان ہوئی ہے۔ اب نہ جانے عثمانی صاحب نے اپنی کتاب میں مذکور صوفیا اور علماء کو احبار و رہبان سے کس طرح تشبیہ دے ڈالی۔

بریلوی سازش :- عثمانی مذہب کا دار و مدار غیر مستند حوالوں پر ہے بالخصوص صوفیائے کرام کے بارے میں یہ حوالے وحی ربانی نہیں غلط بھی ہو سکتے ہیں۔ ما انزل اللہ کے سوا کسی کتاب کے بارے میں حفاظت کی گارنٹی نہیں دی جاسکتی۔

انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون - (الحجرو: ۹)

اللہ جانے یہ اوٹ پٹانگ باتیں ان سے سرزد ہوئی بھی ہیں یا نہیں یا خواہ مخواہ ان کے ذمے تھوپ دی گئی ہیں، مرید ان بے صفائے لکھ دیں اور ماننے والوں نے مان لیں۔ اور حضراتِ صوفیہ کرام کو اہل شرع کی نگاہ میں بے گنہ و کرا کے رکھ دیا۔ میں نہیں سمجھتا کہ کوئی شخص اتنی گھٹیا حرکتیں کرنے والا اور کھلم کھلا شریعت کی خلاف ورزیاں کرنے والا ہو پھر سارا عالم اسلام اسے بزرگ بھی تسلیم کر لے۔ کسی زمانے کے مسلمانوں کا مجموعی ذوق اتنا گرا ہوا نہیں ہو سکتا۔ جب یہ باتیں ہمیں کھلتی ہیں تو انہیں بھی کھٹکنی چاہئے تھیں۔ ہم ان سے زیادہ دانا نہیں ہیں میں بریلویت کو بزرگانِ دین کے خلاف سازش تصور کرتا ہوں۔ انہوں نے اپنے غیر شرعی کاموں کو سند جواز دینے کے لئے ان پاکباز لوگوں کے نام کا ناجائز فائدہ اٹھایا ہے۔

انہوں نے تو حماقت کی مگر ان کا لٹریچر پڑھ کر اہل علم کو توبہ ان نہیں بن جانا چاہئے اور انہیں بزرگانِ دین سے بدظن نہیں ہو جانا چاہئے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہزاروں لوگ ان سے متاثر ہو کر اسلام قبول کریں اور ان کی اپنی زندگی اسلام سے یکسر متصادم اور کافرانہ ہو۔ ورنہ پھر نوواردوں کے لئے اسلام میں کیا کشش باقی رہ جاتی ہے۔ یعنی آنے والے اگر یہ محسوس کریں کہ شرک میں اور اس اسلام میں جو ان کے سامنے پیش کیا جا رہا ہے کوئی فرق نہیں تو اسلام کو قبول کرنے کی کوئی وجہ باقی نہیں رہ جاتی۔ اسلام معبودوں کی تبدیلی کا نام نہیں ہے۔

غلط لوگ :- بچک تصوف کی تاریخ میں ایسی شخصیات کے نام بھی ملتے ہیں

جن کے نظریات واقعی اسلام کے لئے اجنبی تھے، سادھوانہ تھے، راہبانہ تھے، مشرکانہ بلکہ شریکانہ تھے اور وحدۃ الوجود، وحدۃ الشہود اور حلول پر مبنی تھے۔ جسے ثعلبی، ابن العربی، حسین بن منصور حلاج وغیرہ۔ مگر یہ لوگ اپنے وقت میں ہی بدنام ہو گئے۔ اچھے لوگوں نے انہیں پسند نہیں کیا ان کا سختی سے نوٹس لیا گیا۔ آئمہ ہدیٰ نے ان کی پر زور تردید فرمائی۔ حافظ ابن تیمیہؒ کی کتابیں اس پر شاہد عدل ہیں۔ مثلاً الجحج النقلیة والعقلیة فیما ینافی الاسلام من بدع الجہمیة والصوفیة۔

حلاج کو تختہ دار پر مسمیٰ چڑھایا گیا۔ ستم یہ ہے کہ بریلوی ذہن کے حاملین نے ایسے آوارہ مزاج متصوفین کو بھی اپنے دل میں جگہ دی ہے اور انہیں بلند مقام عطا کر دیا ہے جس سے صحیح سوزگوں کے بارے میں بھی بے اعتباری پیدا ہو گئی۔

نانگے شاہ :- آنکھوں دیکھا ظلم یہ ہے کہ فی زمانہ بھی بعض ایسے نام نہاد انسان جو شرفا کی مجلس میں بیٹھنے کے قابل نہیں ہوتے انہیں پیر طریقت کے روپ میں پیش کر دیا جاتا ہے جس سے ایک عام آدمی یہ قیاس کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ جب اس قسم کے نالائقوں کو مرنے کے بعد اتنے ڈھیر سارے القاب مل جاتے ہیں اور ان کا اتنا بڑا مزار بن جاتا ہے اور پھر شہر کے ممتاز خطیب انہیں خراج عقیدت ادا کرنے آتے ہیں تو شاید پرانے زمانے کے لوگ بھی اس قماش کے لوگ ہوتے ہوں گے۔ مگر میں پھر کہتا ہوں کہ کم از کم اہل علم کو ایسا نہیں سوچنا چاہیے۔ انہیں نیک و بد کی تمیز کرنی چاہیے کبھی کا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ، نور کجا گوجرانوالہ کی سوغات پلانا ننگے شاہ۔ جب کہ آج بھی اس کے شاہد موجود ہیں یہ محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کوئٹہ کے زلزلہ زدگان میں سے تھا اور دماغی توازن کو بیٹھا تھا بلا خراسا اپنے جسم کی بھی ہوش نہ رہی جسے مرنے کے بعد ولی بنا دیا گیا۔ حالانکہ نہ جانے وہ مسلمان بھی تھا یا نہیں۔

غلط پروپیگنڈا :- کسے معلوم نہیں کہ بزرگوں کی موت کے بعد افسانہ نویسی پرانی ریت ہے اسی لئے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا:

لا تطرونی کما اطرت النصارى عیسیٰ ابن مریم (طبری)
 ”جس طرح نصاریٰ نے عیسیٰ بن مریم کو بڑھا چڑھا کر بیان کیا تم میرے بارے میں ایسی مبالغہ آمیزی نہ کرنا۔“ عیسائیوں نے اگر عیسیٰ علیہ السلام کی تعریف میں مبالغہ کر دیا اور زمین آسمان کے قلابے ملا ڈالے تو اس میں عیسیٰ علیہ السلام کا کیا قصور، روز قیامت وہ کتنا حقیقت افروز جواب دیں گے کہ:

ما قلت لهم إلا ما امرتني به ان اعبدوا الله ربی و زہکم -
 (مائدہ: ۱۷)۔

”میں نے تو ان سے وہی کہا تھا جس کا تو نے مجھے حکم دیا تھا کہ عبادت کرو اللہ کی جو رب ہے میرا اور رب ہے تمہارا۔“

شیعہ نے اگر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں بہت کچھ لکھ دیا ہے تو وہ کیا کریں بائبل میں کئی پیغمبروں کے بارے میں توہین آمیز کلمات لکھے گئے ہیں۔ سیدنا ولاد علیہ السلام کو محاذ اللہ زانی سمجھا گیا ہے تو کیا ہم یہ سب کچھ مانتے چلے جائیں گے اور محض ان حوالوں کی بناء پر ان عظیم شخصوں کے متعلق

ایک زمانے میں سیدنا سلیمان علیہ السلام کو جادوگر مشہور کر دیا گیا تھا جس کی تردید اللہ تعالیٰ کو قرآن مجید میں کرنا پڑی کہ :

وما كفر سليمان ولكن الشياطين كفروا يعلمون الناس السحر - (بقرہ : ۲۰۱)

کسی کے کہنے سے کیا ہوتا ہے کہنے والوں نے تو خود نبی ﷺ کے بارے میں بہت کچھ کہہ دیا ہے سیکڑوں نہیں ہزاروں موضوع روایتیں ادھر ادھر کتابوں میں بھری پڑی ہیں تو کیا ہم انہیں صحیح تسلیم کر کے نبی ﷺ کے بارے میں بھی سوء ظن قائم کر لیں گے ؟

یہ محدثین کا ہم پر احسان ہے کہ انہوں نے فن اسماء الرجال کو کام میں لا کر دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی الگ الگ کر دیا ہے۔ علم اصول حدیث کی روشنی میں اب الحمد للہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے، یہ ضعیف اور مشکوک ہے اور یہ موضوع ہے۔

بالنصافی :- خود عثمانی صاحب اپنے مطلب کے خلاف پڑنے والی حدیثوں کی اسناد پر پوری طرح جرحی فرماتے ہیں۔ لولیا ئے کرام کے بارے میں بے سند حوالوں پر نہ جانے کیوں آنکھیں بند کر کے ایمان لے آتے ہیں اسے بالنصافی اور لولیا ئے دشمنی کے سوا کیا کہا جاسکتا ہے۔

واستان امیر حمزہ :- ایک معمولی مثال لیجئے۔ حضرت جنید بغدادیؒ کے حالات میں حضرت علی ہجویریؒ لکھتے ہیں کہ مرشد جس حال میں بھی ہوا اپنے مریدوں کے حال سے باخبر ہوتے ہیں۔ (کشف الجوب : ص ۱۳۱)۔

عرض ہے کہ یہی ایک بات جھوٹ اور سچ کا فیصلہ کر دینے کے لئے کافی ہے۔ میں نہیں سمجھتا حضرت علیؓ جو ریٹی جیسے عظیم بزرگ کے قلم سے اتنا سفید جھوٹ بھی نکل سکتا ہے۔ ایسا جھوٹ جو فوراً پکڑا جاسکے کوئی احمق ہی بول سکتا ہے۔ پوری دنیا کے سجادہ نشین اور مرشد اکٹھے ہو کے آجائیں انشاء اللہ وہ اس ٹیسٹ میں کامیاب نہیں ہو سکیں گے۔ جب یہ بات صریحاً جھوٹ ہے تو ان کتوں میں میان ہونے والی باقی کرامتوں کا بھی کیا بھروسہ ہے۔ لازماً حلیم کرنا پڑے گا کہ ان کتوں کی حیثیت داستان امیر حمزہ یا قصہ یوسفؑ و زلیخا سے زیادہ نہیں ہے۔ قلندر کے لئے اشارہ کافی ہوتا ہے فوراً کیا جائے تو اسی ایک نکتہ سے عثمانیت کی صف بھی لپٹ جاتی ہے اور بدیلویت کا بھی لا اور ام ہو جاتا ہے۔

یہ قلندر انہ باتیں :- کتوں میں درج شدہ ان قلندرانہ باتوں اور کرمانی داستانوں میں دراصل انبیائے کرام کے معجزات کی بھونڈی نقل اتاری گئی ہے اور بڑی مکاری کے ساتھ ان کا بے ہودہ مذاق اڑایا گیا ہے۔ یہ داستان گو حضرات کی دماغی اختراعات ہیں یہ سوداگرانہ کتب کی شروعاتیں ہیں یہ مردہ فروشوں کی خباثتیں ہیں۔ حقائق سے ان کا دور کا واسطہ بھی نہیں ہے۔ آج کسی کامیاب اخبار میں چھپے۔ قابل اعتراض ہونے کی صورت میں اگلے روز اس کی تردید آجاتی ہے۔ سینکڑوں برس مہدانی اور قابل اعتراض باتوں کی حقیقت ہی کیا ہے۔ معاف رکھنا جس طرح گلی کوچوں میں گھوم پھر کر چوں کو راضی کرنے والے مہاری انسانوں جیسی حرکات بدروں سے کرواتے ہیں اسی طرح جہلاء کو خوش کرنے کے لئے یہ کرامات کے لکھاری نبیوں کے معجزات کی نقل فرضی کرداروں سے اترواتے ہیں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اور نام بزرگوں کا لیتے ہیں۔ حالانکہ بزرگوں کے فرشتوں کو بھی ان باتوں کی خبر نہیں۔ بلکہ نقل کے لئے بھی کچھ عقل چاہئے ایسی نقلیں کرتے ہیں جو تصور میں بھی نہیں آسکتیں معجزات کو بھی مات کر رکھا ہے کیا کوئی شریف آدمی ایک سینڈ کے لئے بھی مان سکتا ہے کہ خانہ کعبہ اپنی جگہ سے اکڑ کر لوگوں کا طواف کرتا پھرتا ہے۔ سرد آہ کھینچ کر دوزخ کی حرارت کو زائل کر دیتا۔ پیغمبروں کی صفات کو جلیات کہتا، اپنے جھنڈے کو نبی ﷺ کے جھنڈے سے بلند کہتا، چالیس سال تک ایک ٹانگ پر کھڑے رہنا، مردوں کو زندہ کر دینا، پانی پر چلنا، ہوا میں اڑنا، پانی بن جانا، شیر بن جانا، آگ میں نہ جلنا، غائب ہو جانا، روزانہ ایک ہزار رکعت پڑھنا، پچاس سال ثواب پر مردوں کو لڑتے دیکھنا، الیس اور فرعون کو حق پر سمجھنا، چالیس برس تک ایک لمحہ کے لئے بھی آرام نہ کرنا، اور عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھنا، ایک اشارے سے آسمان پکڑ کر کھینچ سکتا، دوا اھلیوں کے درمیان اٹھارہ ہزار عالم دیکھنا، ایک قدم چل کر عرش سے تحت الثریٰ تک پہنچنا، پلکوں پر زمین اور سات افلاک اٹھا لینا، ایک عورت کا حمل دوسری عورت کے پیٹ میں منتقل کر دینا، بارہ سال پانی میں کھڑا رہنا، بارہ سال بعد ڈوبی کشتی کو مع سوار یوں کے زندہ تیرا دینا، سونا بنا دینا، بیوی بچے کو مار دینا، چالیس روز بعد صرف ایک بادام کھانا، مسجد میں گدھی سے مصروف ہونا، اندرون شہر آدمی رات لوہیرون شہر دوپہر کا ونا، خواب میں مرحوم مصغین سے ان کی ضخیم کتب کا پڑھنا، عقل انسانی میں آنے والی باتیں نہیں۔

اگر کسی کو ان باتوں کی صداقت پر اصرار ہو تو کتابوں کے حوالے دینے اور بحث و تکرار کرنے کی بجائے موجودہ پیران طریقہ کو کراماتی تجربات کی محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

لیبارٹری میں سے گزارنا چاہیے۔ اگر وہ پورے اتر آئیں تو امت کا بہت بڑا اختلاف دور ہو سکتا ہے مثلاً وہ کعبہ کو بلا کر، پانی بن کر، پانی پر چل کر، ہوا میں اڑ کر، آگ میں جل کر، شیر بن کر، عائب ہو کر، لور مردہ کو زندہ کر کے دکھلائیں۔ نبوت ختم ہو گئی ہے ولایت تو ختم نہیں ہو گئی۔

دو غلی پالیسی :- میں عثمانی صاحب پر حیران ہوں کہ ایک طرف خود انہیں یہ باتیں ناممکن اور انہونی لگتی ہیں پھر انہیں صحیح بھی ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ آخر اس دو غلی پالیسی کا مطلب کیا ہے؟ میں ان لوگوں سے پوچھتا ہوں کیا لولیاہے کرام واقعی اتنی طاقتوں کے مالک تھے؟ اگر تھے تو پھر مانو لور اگر نہیں تھے لور یقیناً نہیں تھے تو ظاہر ہے کہ بعد کے لوگوں نے یہ عجیب و غریب قصہ وضع کر ڈالے ہیں۔ پیغمبروں کے نام سے غلط باتیں منسوب ہو سکتی ہیں تو لولیاہے کرام سے کیوں منسوب نہیں ہو سکتیں؟

افراط و تفریط :- بزرگوں کے بارے میں جو غیر بزرگانہ حوالے پائے

جاتے ہیں ان کے متعلق ہمارا رویہ نہ تو امتنا و صدقنا ہونا چاہیے نہ آمتنا و کذبنا ہونا چاہیے یعنی نہ تو ان پر ایمان لا کر عمل کریں اور نہ انہیں صحیح تسلیم کر کے بزرگوں کے دشمن بن جائیں بلکہ یہ کہنا چاہیے: ”یہ ہوائی کسی دشمن لے اڑائی ہو گی۔“ مگر صورت حال یہ ہے کہ بریلویوں کے نزدیک یہ طلسماتی حوالے بھی صحیح ہیں اور بزرگ بھی صحیح ہیں بلکہ بہت اونچی شے ہیں۔ عثمانیوں کے نزدیک حوالے صحیح ہیں بزرگ غلط ہیں، ہمارے نزدیک حوالے غلط ہیں بزرگ صحیح ہیں یا یوں کہہ دیجئے تو بزرگوں نے بزرگوں کو فضائل و مناقب پر مشتمل ملفوظات لکھ کر مانا

بلکہ مشرک مانا اور ہم نے بزرگوں کو صرف بزرگ مانا جیسا کہ وہ فی الواقع ہیں۔ اس کی مثال حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے دی جاسکتی ہے۔ عیسائیوں نے انہیں اللہ کا بیٹا کہا، یہودیوں نے ولد الحرام کہا اور مسلمانوں نے پیغمبر کہا۔ اسی طرح اولیاء کے بارے میں بھی افراتو تفریط مناسب نہیں۔

انہیں اگر معبود نہیں سمجھنا چاہیے تو مشرک بھی نہیں سمجھنا چاہیے۔ قرآن پاک سے ہمیں یہی تعلیم ملتی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ :

الکم وما تعبدون من دون الله حصب جهنم - (الانبياء : ۹۸)
 ”تم اور تمہارے معبود جنہم کا ایندھن ہیں۔“

لیکن پرستش چونکہ اچھے لوگوں کی بھی کی جاتی ہے اس لئے ان کے بارے میں فرمادیا :

ان الذين سبقت لهم من الحسنی اولئك عنها مبعدون - (۱۰۱)
 ”نیک لوگ اس سے دُور رکھے جائیں گے۔“

یہ بھی حوالے ہیں :- مسلمانوں میں سب سے زیادہ پوجے جانے والے شیخ عبدالقادر جیلانیؒ ہیں اور عثمانی صاحب کو بزرگوں کے بارے میں جو سب سے بڑی شکایت ہے وہ ان کا نظریہ وحدۃ الوجود ہے۔ شیخ جیلانی غنیۃ الطالبین (مترجم) میں فرماتے ہیں :

ولا يجوز وصفه بانه في كل مكان بل يقال انه في السماء
 علی العرش - (باب معرفة الصالح : ص ۱۲۶)

”یہ کہنا جائز نہیں کہ وہ ہر جگہ حاضر ہے بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ وہ آسمانوں میں عرش پر ہے۔“

ونعوذ به من ان نقول فيه وفي صفاته ما لم نخبرنا به هو او

رسوله عليه السلام - (ایضاً ص ۱۲۸)

”ہم پناہ مانگتے ہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس بات سے کہ کہیں ہم اس کے بارے میں یا اس کی صفات کے بارے میں ایسی بات جس کی ہمیں اس نے یا اس کے رسول ﷺ نے اطلاع نہیں دی۔“

فعال لما يريد متفرداً بالقدرة على اخرا ع الاعمال و
كشف الضرر والبلوى وتقلب الاعيان وتغير الاحوال - (ایضاً
ص ۱۲۳)

”جو چاہتا ہے کرنے والا ہے، اپنی قدرت میں اکیلا ہے، اعمال کی ایجاد میں تکلیفوں اور مصیبتوں کو دور کرنے میں اعیان کو پلٹانے میں اور حالات کو بدلنے میں۔“

ولا يعلم احد بما يختم له - (حسب الايمان : ص ۱۲۴)

”اور کوئی نہیں جانتا کس چیز کے ساتھ اس کا خاتمہ ہوگا۔“

انه قسم الا رزاق وقدرها فلا يصدھا صاد ولا يمنعها مانع
لا زاءدها ينقص ولا ناقصها يزيد - (ص ۱۲۵)

”اللہ تعالیٰ ہی نے رزق تقسیم فرمائے اور ان کا اندازہ فرمایا کوئی انہیں بند نہیں کر سکتا، کوئی انہیں روک نہیں سکتا اور نہ کوئی ان میں کمی بیشی کر سکتا ہے۔“
حدیث نبوی ﷺ ہے :

واذا سألت فاسئل الله واذا استعنت فاستعن بالله - (ترمذی)

”یعنی ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے مانگو اور اسی سے مدد طلب کرو۔“
محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اس کے متعلق فرمایا :

”یُبغی لكل مؤمن ان يجعل هذا الحديث مرآة قلبه - (فتوح الغیب)
 ”ہر مومن کو چاہیے کہ اس حدیث کو اپنے دل کا آئینہ بنالے۔“

مرض الموت میں اپنے بچے شیخ سیف الدین عبد الوہاب کو یہ وصیت فرمائی: عليك بتقوى الله عزوجل الخ۔ ”اللہ سے ڈر، اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈر۔ اللہ کے سوا کسی سے امید نہ رکھ۔ سب کام اللہ کو سونپ دے، صرف اس پر اعتماد کر، ہر شے اسی سے مانگ۔ اللہ کے سوا کسی کی مدد پر بھروسہ نہ رکھ۔ توحید کو لازم پکڑ۔ توحید کو لازم پکڑ۔“ (فتوح الغیب)

فرمایا: ويرفع القبر من الارض قدر شبر ويسم تسنيم القبر دون تسطيحه وان حصص كره - (غنية الطالبين: ص ۷۸۲)

”اور قبر بھلہ ر ایک بالشت کے بلند کی جائے قبر کو کواہن نما بنایا جائے چوس نہ بنایا جائے پختہ کرنا مکروہ ہے۔“

ان اشکاف تقریحات کی موجودگی میں کوئی معقول آدمی کہہ سکتا ہے کہ شیخ موصوف مشرک تھے؟

عثمانی صاحب نے شاہ ولی اللہ کے بھی بہت خوالے دیئے ہیں آگے ان کا ذکر آئے گا مگر شاید ان کی نظر ان حوالوں پر نہیں پڑی ”جو لوگ اجیر یا سالار مسعود کے مزار پر یا ایسے ہی دوسرے مقامات پر ان سے حاجتیں مانگنے کے لئے جاتے ہیں ان کا گناہ قتل اور زنا کے گناہ سے بڑھ کر ہے یہ کام لور خود ساختہ معبودوں کی پوجا ایک عیبات ہے۔ بالکل لات وعزئی کی پرستش کی مانند ہے۔“

(تکلیمات الہیہ)۔

”مشرکوں کا وہ فرقہ مسلمانوں کے ساتھ اس امر میں تو موافق ہے کہ بڑے بڑے امور کی تدبیر اور قطعی حکم کرنے کا منصب تو اللہ ہی کو ہے اس نے کسی کو اختیار نہیں دیا لیکن وہ باقی امور میں مسلمانوں کے موافق نہیں ان کا مذہب ہے کہ پہلے صلحاء نے جو خدا کی خوب عبادت کی ہے، اس سے بارگاہ الہی میں مقرب ہو گئے ہیں، اللہ نے الوہیت کا مرتبہ ان کو عطا کر دیا ہے۔ اس واسطے وہ بہ نسبت اور مخلوقات کے پرستش کے مستحق ہو گئے ہیں۔ جیسے کوئی شخص کسی شہنشاہ کی نہایت خدمت کرتا ہے تب شہنشاہ اسے ملکی خلعت عطا کر کے کسی شہر کی حکومت اور انتظام اس کے متعلق کر دیتا ہے اس لئے وہ مستحق ہو جاتا ہے کہ اس شہر کے لوگ اس کی خدمت اور اطاعت کریں۔ مشرکین کا قول ہے کہ بغیر ان کی پرستش شامل کئے عبادت مقبول نہیں ہوتی۔ بلکہ خدا کا مرتبہ بہت ہی بلند ہے۔ اس کی عبادت سے تقرب الہی حاصل نہیں ہوتا البتہ ان لوگوں کی پرستش ضرور ہے تاکہ قرب الہی کا ذریعہ بن جائیں۔“ (حجۃ اللہ البالغہ، باب توحید: ص ۵۹)۔

”شُرک کی حقیقت یہ ہے کہ کسی بڑے بزرگ کی نسبت یہ اعتقاد ہو کہ جو عجیب و غریب آثار (کرامات) اس سے صادر ہوتے ہیں وہ اس لئے صادر ہوتے ہیں کہ اس میں ایسی کمالی صفت حاصل ہو گئی ہے جو دوسرے انسانوں میں نہیں ہوتی بلکہ واجب اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے اس کے علاوہ میں نہیں پائی جا سکتی۔ اس کا جب ہی امکان ہے کہ اللہ تعالیٰ الوہیت کا خلعت اس کو پہنا دے اور اس کو اللہ اپنی ذات میں ملا لے (فنا فی اللہ ہو جائے) یا ایسا ہی کوئی اور ہے ہو وہ اور محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مشرکانہ اعتقاد رکھے۔ (حجۃ اللہ البالغہ، باب اقسام الشریک : ص ۶۱)۔

حسن بھریؒ فرماتے ہیں اگر اللہ تعالیٰ تمہارا معاون نہیں تو پھر کسی بھی معاونت کی توقع ہرگز نہ رکھو۔ (مذکرۃ الاولیاء : ۲۰۰)۔

ذوالنون مصریؒ نے فرمایا کبھی ارادت بندے کے تمام اسباب کاٹ دینے والی اور اللہ عزوجل کے سوا سب تعلقات قطع کر دینے والی ہے۔ (کشف المحجوب : ص ۱۰۷)۔

ابراہیم بن ادھمؒ نے کہا :

المخذ اللہ صاحبنا وذر الناس جانبنا۔ (ایضاً ص ۱۰۹)

”اللہ کو دوست بنا اور لوگوں کو ایک طرف چھوڑ۔“

بہر حافی نے کہا :

لان استعانته المخلوق من المخلوق کاستعانته المسجون من المسجون۔ (ایضاً ص ۱۱۱)۔

”مخلوق کا مخلوق سے مدد مانگنا ایسے ہی ہے جیسے قیدی کا قیدی سے مدد چاہنا۔“

تصوف کی دنیا میں بایزید بسطامیؒ کا بہت شہرہ ہے، بہت سی بے ہودہ اور خلاف شرع باتیں ان سے بیان کی جاتی ہیں مگر وہ یہ بھی فرماتے ہیں :

”مجھے تمام احوال میں ایسے ہونا چاہیے کہ اگر تو طریقت کے بلند احوال سے رہ جائے تو رہ جائے لیکن شریعت کے میدان میں ٹٹمت قدم رہے۔“ (ایضاً ص ۱۱۲)۔

جو شخص اتباع سنت کے بغیر خود کو صاحب طریقت کہتا ہے وہ کاذب محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ہے کیونکہ اتباع شریعت کے بغیر طریقت کا حصول ناممکن ہے۔ (تذکرۃ الاولیاء : ص ۹۹)۔

جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں ”صوفی وہ ہے جو اللہ اور رسول کی اس طرح اطاعت کرے کہ ایک ہاتھ میں قرآن ہو اور دوسرے میں حدیث“۔ (ایضاً ص ۱۱۹)۔

قرآن وحدیث کی اتباع کرتے رہو اور جو ان کا متبع نہ ہو اس کی پیروی ہرگز نہ کرو۔ (ایضاً ص ۱۹۸)۔

مرید کو احکام شریعت کے سوا کچھ نہ سنا چاہئے۔ (ایضاً ص ۱۹۹)۔
مجدد الف ثانیؒ نے اکبر بادشاہ کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا یہ پیشانی آج تک غیر اللہ کے لئے نہیں جھکی اور نہ آئندہ جھکے گی۔ (تذکرۃ اولیائے ہند و پاک۔ ص ۲۷۵)۔

میاں میرؒ نے وصیت فرمائی کہ وفات کے بعد مجھے شورہ زمین میں دفن کرنا تاکہ میری ہڈیوں کا نام و نشان باقی نہ رہے اور نہ ہی قبر کی صورت بنانا اور فرمایا کہ میری ہڈیوں کو نہ پچانا اور میری قبر پر دوسروں کی طرح دوکان نہ مایلینا۔ (ایضاً ص ۲۸۵۔ حوالہ سکینۃ الاولیاء)۔

حسن ظن :۔ ان اقوال کے قائلین کو مشرک اور جہنمی کہنا بہت مشکل

ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ ہر وہ شخص جسے ایک مخصوص گروہ دلی کہہ دے وہ دلی ہو جاتا ہے اور یقیناً جنتی ہوتا ہے۔ کالی بھڑوں سے انکاد نہیں۔ جنت کا دعویٰ صرف انہی خوش نصیبوں کے بارے میں ہو سکتا ہے جنہیں زبان نبوت سے اس کی

بشارت مل چکی ہو۔ نہ میں یہ کہتا ہوں جو میرے حسن ظن کے مطابق صحیح ہیں ان کی ہر بات بھی لازماً صحیح ہے۔ پیغمبروں کے سوا کوئی معصوم نہیں۔ ہر امتی سے صواب اور خطا کا امکان ہے۔ البتہ یہ ضرور کہتا ہوں کہ اگر یہ باتیں ان بد رگوں نے واقعی کہی ہیں تو انہیں مشرک کہنے کا کچھ جواز ہے؟ اور اگر ان باتوں کی نسبت ان کی طرف صحیح نہیں تو جو مشرکانہ باتیں ان کی طرف منسوب ہیں ان کے بارے میں ہم کیونکر یقین کر لیں کہ وہ ضرور انہوں نے کہی ہوں گی۔ کیوں نہ ہم ان کے بارے میں اچھا خیال رکھیں اور روایتی سیانے کوے کی طرح غلاظت پر گرنے کی بجائے خرمایہ صفا و دمعہ کدر کے مصداق اچھے خیالات ہی کو کیوں نہ ہم ان کا اصل مذہب قرار دیں۔

واتبعوا احسن ما انزل الیکم من ربکم - (الزمر: ۵۵)

الذین یستمعون القول فیتبعون احسنه - (الزمر: ۱۸)۔

احمد رضا خان صاحب :- اس سلسلہ میں ہم پر یہ اعتراض وارد کیا

جاتا ہے کہ احمد رضا خان صاحب کے کلام میں بھی کوئی نہ کوئی بھولے چو کے صحیح بات مل جاتی ہے تو پھر ان کے بارے میں ہم حسن عقیدت کیوں نہیں رکھتے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ جناب خان صاحب ماضی قریب میں گزرے ہیں ان کے نظریات سے ہم غلطی آگاہ ہیں۔ ان کے بارے میں ہم یہ تاویل نہیں کر سکتے کہ یہ ملفوظات یہ فتاویٰ اور یہ احکام خواہ مخواہ کسی نے ان کے ذمہ لگا دیے ہوں گے۔ وہ یقیناً ویسے ہی تھے جیسے وہ اپنی کتابوں میں نظر آتے ہیں۔ کفر و شرک ہمیں پسند نہیں نہ قدیم نہ جدید، نہ تھوڑا نہ زیادہ۔ البتہ پہلے لوگوں کے بارے میں ہم کہ

سکتے ہیں کہ ہو سکتا ہے وہ ان پر الزام ہے اور ان کا دامن اس سے پاک ہو جب کہ احمد رضا خان جیسے قبیل کے لوگوں کے بارے میں ہم ایسا ہیں کہہ سکتے۔ کفر و شرک کی جن باتوں کی ہم تردید کرتے ہیں اور انہیں بزرگوں پر بہتان تصور کرتے ہیں، خان صاحب ان کی تائید کرتے ہیں، ان پر ایمان لاتے ہیں اور انہیں بزرگوں کا مذہب قرار دیتے ہیں اور پھر ہماری اس گستاخی کی وجہ سے اہل حدیثوں کے بارے میں اعلیٰ حضرت نے جو حسنِ نظم کے موتی بکھرے ہیں اور جس فصاحت و بلاغت کے ساتھ مقطعات شریف ارشاد فرماتے ہیں وہ انہی کا حصہ ہے پھلک وہ سب دھم کے لام ہیں اور تکفیر و تفسیق کے مجدد ہیں۔ دُور دُور تک ان کا کوئی ہم پایہ نظر نہیں آتا۔ ان سے کسی کو ہمسری کا دعویٰ ہو سکتا ہے تو وہ صرف مرزا قادیانی صاحب ہیں یہ رتبہ بلند جس کو مل گیا۔

وہابیوں کے بارے میں یوں گوہر افشانی فرماتے ہیں :

”نہ ان کی نماز نماز ہے نہ ان کی جماعت جماعت“۔

”(ان کی مسجد) کفار کی مسجد مثل گمر ہے“۔

”جس طرح ان کی نماز باطل اسی طرح اذان بھی“۔ (ملفوظات حصہ

اول : ص ۱۰۵، ۱۰۶)۔

”ان کا جنازہ پڑھنا کفر ہے“۔ (ایضاً ص ۷۶)۔

وہابی، قادیانی، دیوبندی، نجری، چکڑالوی جملہ مرتدین ہیں کہ ان کے مرد یا عورت کا تمام جہان میں جس سے نکاح ہوگا، مسلم ہو یا کافر، اصلی یا مرتد، انسان ہو یا حیوان، محض باطل اور زنا خالص ہوگا اور اولاد ولد النونا ((ایضاً

”دہلیہ گمراہ نہ ہوں گے تو ابلیس بھی گمراہ نہ ہو گا۔“ (احکام شریعت

ص ۱۷۱)۔

دہالی، دیوبندی، دہالی غیر مقلد، قادیانی، چکراوی، نچری ان سب کے
ذبحہ محض نجس و مردار حرام قطعی ہیں۔ اگرچہ لاکھ بار نام الہی لیں۔ ((ایضاً

ص ۱۲۲)۔

ان نورانی نوازشات کے بعد بھی اگر کوئی صاحب کہیں کہ ہم اعلیٰ
حضرت صاحب کے خصوصی طور پر ممنون کیوں ہیں تو یہ ان کا بھولپن ہی ہے۔
مزید وضاحت مطلوب ہو تو ان کی ذمت جیتی جاگتی ہے ان سے پوچھ لیجئے وہ آپ
کی اچھی طرح تسلی فرمادیں گے۔ عثمانیوں کے پاس اگر ہتھیار شرک کا ہے تو ان
کے پاس کفر کا ہے۔

دونوں طرف ہے آگ بڑھ لگی ہوئی

نیک لوگ :- سلف صالحین کی جو ہم عزت کرتے ہیں تو صرف اس وجہ

سے نہیں کہ ان کا معاملہ اند میرے میں ہے بلکہ اس وجہ سے بھی کہ پرستش
بالعموم اچھے لوگوں سے کی جاتی ہے۔ عوام کے دلوں میں ان کی حد سے بڑھی ہوئی
تعظیم عبادت کا رنگ اختیار کر لیتی ہے۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے :

لَعْنَا اللہ الیہود والنصارى اتخذوا قبورا انبیاءہم مساجد -

(بخاری ص ۱۷۷)

”یہود و نصاریٰ پر اللہ کی لعنت ہو انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو

عبادت گاہیں بنالیا۔“

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ایک اور روایت کے مطابق فرمایا:

اولئك اذا مات فيهم الرجل الصالح بنوا على قبره مسجدا
ثم صودروا فيه تلك الصور واولئك شرار الخلق عند الله -
(بخاری ص ۱۷۹)

”ان میں جب کوئی نیک آدمی فوت ہو جاتا تو اس کی قبر پر مسجد بنالیتے
پھر اس میں یہ تصویریں بنادیتے اور یہ بدترین مخلوق ہیں اللہ کے نزدیک۔“
سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں :-

كان اللات رجلا يلبس صوبيق الحاج - (بخاری ص ۷۲۰)
”لات حاجیوں کو سب سے گھول کر پلاتا تھا۔“

اور قوم نوح علیہ السلام کے مشہور بتجین یعنی وڈ، سواح، یوٹ، یعوق
اور نسر کے بارے میں فرمایا:

اسماء رجال صالحين من قوم نوح - (بخاری ص ۷۲۲)
”یہ قوم نوح کے نیک بندوں کے نام تھے۔“

اس بات کا اعتراف خود عثمانی صاحب نے بھی کیا ہے (یہ درگا ہیں
ص ۳)۔

یہ بات قوی دلائل سے ثابت ہو گئی ہے کہ عموماً نیک لوگوں کی پوجا کی
گئی ہے۔ اب اس محمدیہ ﷺ کے بارے میں نہ جانے عثمانی صاحب نے اس
اصول کو کیوں پس پشت ڈال دیا ہے؟

مسلمان بزرگ تو ایک طرف رہے ہیں تو یہاں تک کہوں گا زمانہ قبل از
تاریخ کے جن قدیم پیشواؤں کو ہندو یا بدھ وغیرہ مانتے ہیں ہمیں ان کے بارے

میں بھی زبان پر ناشائستہ کلمات نہیں لانا چاہئیں۔ کیا معلوم وہ اپنے وقت کے کوئی فیکیر یا اولیاء علی ہوں جن کی تعلیمات کو بعد میں بدل دیا گیا ہو۔

تخلیل :- فتویٰ بازی میں شدت اچھی نہیں۔ افسوس اب اسلحہ بھی عام ہو گیا ہے اور فتوے بھی تیز ہو گئے ہیں، غنڈہ گردی ہر روپ میں چھا گئی ہے۔ مسلمانوں کو مسلمان سمجھنے میں ہم یوں غفل سے کام لیتے ہیں جیسے ہم نے جنت کسی کو اپنے گھر سے دی ہو۔ یا اللہ کرے اگر اور لوگ بھی اس میں چلے گئے تو ہمارے لئے جگہ کم رہ جائے گی حالانکہ فرمایا:

عَرْضَهَا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ - (آل عمران: ۱۳۳)

اللہ کا شکر ہے :- جس طرح ہم اس بات پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اس نے رزق اپنے پاس رکھا ہے اگر اس کا اختیار دولت مندوں کو دے دیا جاتا تو وہ غریب کو روٹی کا سڑا ہوا چھلکا بھی نہ دیتے۔

أَمْ لَمْ نَصِيبْ مِنَ الْمَلِكِ إِذَا لَا يُوتُونَ النَّاسَ فَقِيرًا -

(النساء: ۵۳)

اسی طرح ہم اس بات پر بھی اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر جلاتے ہیں کہ اس نے جنت اپنے قبضہ میں رکھی ہے اور اسے کسی عثمانی جیسے بے دردی کی سپرد کی میں نہیں دے دیا ورنہ یہ تو مجھ جیسے سر لاپا عصیاں کو نزدیک بھی نہ لگنے دیتے۔

گھمنڈ :- نبی ﷺ فرماتے ہیں ایک شخص نے کہا اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ فلاں

کو نہیں بخشے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو کون ہوتا ہے مجھ پر قسم اٹھانے والا کہ میرا محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

فلاں کو نہیں عشقوں گا۔ تحقیق میں نے فلاں کو عشق دیا تو تیرے عمل ضائع کر دیئے۔ (مسلم)۔

اس سے معلوم ہوا کہ اپنی نیکی پر گھمنڈ نہیں کرنا چاہیے ورنہ لینے کے دینے پڑ جاتے ہیں اور الٹا چکر چل جاتا ہے۔ خوش فہمی بُری چیز ہے۔

رد عمل :- عثمانی فرقہ دراصل بریلویوں کا رد عمل ہے۔ بریلویوں نے مشرکوں کو مسلمان کہا۔ عثمانیوں نے مسلمانوں کو مشرک کہا ہے۔ اول الذکر نے یہ کام عشق کے افراط میں کہا اور مؤخر الذکر کو توحید کا ہیضہ ہو گیا۔ دونوں ہی غلو اور اعتنا پسندی کا شکار ہو گئے۔ بریلوی علامہ اہل توحید کو بُرا کہتے ہیں جواب میں زیادہ سے زیادہ انہیں بُرا کہا جاسکتا تھا۔ جزاء سببہ سببہ مثلھا۔ (الشوریٰ: ۴۰)۔ مگر عثمانی مجاہدوں نے انصاف کے تمام تقاضے ترک کر کے ان بزرگوں کی خبر لینا شروع کر دی جن کی بریلوی پوجا کرتے ہیں۔ حالانکہ ان پچھاروں کا کیا قصور۔ اپنی لڑائی اپنے درمیان میں رکھنی چاہیے تھے۔ ڈگا کھوتے توں غصہ کھار تے۔

چور کی ماں :- اپنے خیال کے مطابق یہ چور کی ماں کو مارتے ہیں۔ مگر ماں پہچاننے میں انہیں غلطی لگ گئی ہے۔ خود عثمانی صاحب لکھتے ہیں :

کیا کسی ایک ولی اللہ نے بھی اس بات کا حکم دیا ہے ولی اللہ تو نمازیں پڑھنے والے روزے رکھنے والے اللہ سے ڈرنے والے اور اللہ ہی کو پکارنے والے ہوتے ہیں۔ وہ یہ بات کیسے پسند کر سکتے ہیں کہ تم یہ کام کرنے کی بجائے ان کو پکارو اور ان سے مانگو۔ ان کی تو اللہ تعالیٰ نے یہ شان بیان کی ہے :

الا ان اولياء الله لا خوف عليهم ولا هم يحزنون - (يونس:

(۱۲۱)

”جو اللہ کے اولیاء ہیں ان کے لئے کسی خوف و رنج کا موقع نہیں۔“

(یہ درگا ہیں : ص ۷)۔

میرے بھائی بزرگوں سے جو نامعقول اقوال منقول ہیں یہ دراصل بعد کے گدی نشینوں کا کیا دھرا ہے۔ یہی لوگ شرک کی ماں ہیں۔

کلی لپٹی رکھے بغیر عرض ہے ان قابل اعتراض ملفوظات کی نسبت اگر بزرگوں کی طرف غلط ہے تو انہیں مشرک کہنا شرعاً اور اخلاقاً جرم ہے۔ اگر شکوک ہے تو انہیں مشرک کہنا اندھیرے میں تیر چلانا ہے جو ناحق کسی کو لوگ سکتا ہے اور اگر صحیح ہے تو بھی شیعہ کی طرح ان پر تہمئی کہنا ہمارے اسلام کا جزو نہیں ہے غلطی سے ہم کسی کافر کو مسلمان سمجھ بیٹھیں یہ بہتر ہے اس سے کہ ہم غلطی سے کسی مسلمان کو کافر کہہ دیں۔ اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے اُم المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً یا موقوفاً مروی ہے :

ان الامام ان یخطی فی العفو خیر من ان یخطی فی العقوبة -

(ترمذی)

”امام معاف کر دینے میں غلطی کرے بہتر ہے اس سے کہ سزا دینے میں غلطی کرے۔“

شیعہ سے زیادہ ظالم :- یہ لوگ شیعہ سے بڑھ کر ظالم واقع ہوئے

ہیں۔ اتنے لوگوں پر شیعہ نے تہمئی نہیں بولا جتنے لوگوں پر انہوں نے بولا ہے اور محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اتحادیہ فتنہ شیعہ نے نہیں لگایا جتنا سنگین کہ انہوں نے لگایا ہے۔ وہ لوگ صحابہ کرام کو عاصب کہتے ہیں۔ انہوں نے چند ایک کو چھوڑ کر پورے عالم اسلام کو مشرک بنا دیا ہے۔ یعنی فتویٰ بازی میں کیفیت کے لحاظ سے بھی اور کیت کے لحاظ سے یہ اپنی مثال آپ ہیں حالانکہ ہماری توحید یا ہمارا اسلام کسی کو بُرا کئے بغیر بھی مکمل ہے۔ ہمارا کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے۔ فلاں کافر ہے اور فلاں مشرک ہے یہ نہیں ہے، ہمارے فرائض نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ ہیں کسی کو مشرک اور دوزخی بنانا نہیں۔

فتویٰ لگانے میں یہ لوگ اتنے بے باک اور دلیر ہو گئے ہیں کہ اچھے اور بُرے کی تمیز جاتی رہی۔ ان کی ایسی جھک دُور ہوئی کہ صلواتِ اُمت کے بعد صلواتِ اُمت پر بھی ہاتھ صاف کر گئے ہیں۔ معمولی سے معمولی بات پر بڑے سے بڑا فتویٰ صادر کر دینے میں انہیں کوئی تامل نہیں ہوتا۔ میرا خیال ہے یہ سوتے میں بھی بڑبڑاٹھتے ہوں گے کہ مشرک مشرک!

محمد شین اور صلوٰۃ سلام کا پیش ہونا :- ان مبلغین کو یہ شرابی، یہ

جواری، یہ زانی، یہ راشی اور یہ ڈاکو نظر نہیں آئے، ان کی نگاہ انتخاب پڑی تو امام ابوسعید احمد بن حنبلؒ پر، امام ابو دؤدؒ پر، امام نسائیؒ پر۔ یہ سب ان کے نزدیک مشرک ہیں اس لئے کہ ان کی کتابوں میں یہ حدیث بیان ہوئی ہے کہ نبی ﷺ نے جمعہ کی فضیلت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ”اس روز مجھ پر بھڑت درود بھیجا کرنا، تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جائے گا۔“ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ وہ کیسے؟ جب کہ آپؐ بوسیدہ ہو چکے ہوں گے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے مٹی پر نبیوں کا جسم

کھانا حرام کر دیا ہے۔“

بلاشبہ یہ حدیث ضعیف ہے مگر اس کا شرک سے کوئی واسطہ نہیں نیز یاد رہے حدیث کے آخری الفاظ بوسیدگی کا جواب ہیں۔ درود پیش کئے جانے سے ان کا تعلق نہیں۔ درود و سلام پہنچنے کی لئے جسم کی سلامتی ضروری نہیں جسم سلامت بھی ہو تو بے جان ہے۔ مرنے کے بعد اصل چیز رُوح ہے اور اسے سلام وغیرہ پہنچانے کا بعد و بہت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ مرنے والا تو ٹھیک ہے مر گیا۔ اللہ تعالیٰ تو قائم و دائم ہے اور اس کے لئے تو کوئی جہاں مدبرخ نہیں۔ بر معونہ کے شہیدوں کی بارے میں حدیث ہے :

انهم قد سالوا ربهم فقالوا اخبرنا عنا اخواننا بما رضينا

ورضيت عنا فاخبرهم عنهم۔ (بخاری ص ۵۸۷)۔

”انہوں نے اپنے رب سے درخواست کی کہ ہمارے بھائیوں کو یہ اطلاع دے دے کہ ہم تجھ سے اور تو ہم سے راضی ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں اطلاع دیدی۔“

یعنی اللہ تعالیٰ اگر مرنے والوں کا پیغام زندوں کو پہنچا سکتا ہے تو زندوں کا سلام نبی ﷺ کو کیوں نہیں پہنچا سکتا۔ اس میں حیرت کی کیا بات ہے۔ نامناسب نہ ہو گا اگر اس موقع پر ایصالِ ثواب والی اس حدیث کو بھی بیان کر دیا جائے :

اذا مات الانسان انقطع عمله الا من ثلاثة الا من صدقة

جارية او علم ينتفع به او ولد صالح يدعو له۔ (مسلم)

”جب آدمی فوت ہو جائے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے سوائے تین

صورتوں کے، صدقہ جاریہ، یا علم جس سے فائدہ اٹھایا جائے یا نیک

اولاد جو اس کے لئے دعا کرے۔“

یعنی ان کاموں کا ثواب جاری رہتا ہے اور میت کو وصول ہو تا رہتا ہے۔
خود عثمانی صاحب نے (توحید خالص دوم ص ۱۲ پر) بخاری شریف کے حوالے
سے التحیات کے بارے میں یہ حدیث نقل فرمائی ہے :

فانکم اذا اقلتموها اصابک کل عبد اللہ صالح فی السماء
والارض - (ص ۱۱۵)

”جب تم یہ کہو گے تو اللہ تعالیٰ کے ہر نیک بندے کو سلام پہنچ جائے گا
وہ زمین میں ہو یا آسمان میں۔“

نیز عثمانی صاحب نے (یہ قبریں یہ آستانے ص ۳۱ میں) ہوداؤد و نسائی
وغیرہ کی ایک اور حدیث کے اس ٹکڑے سے استدلال کیا ہے :

لا تجعلوا قبري عبدا -

”میری قبر پر سیلہ مت لگاؤ۔“

اس سے متصل آگے یہ الفاظ ہیں وصلوا علی فان صلواتکم
تبلغنی حیث کنتم - ”تم مجھ پر درود بھیجتا تم جہاں بھی ہو گے تمہارا درود مجھے
پہنچ جائے گا۔“ لطف یہ کہ ان الفاظ کے بارے میں ۶ پر فرماتے ہیں کہ اس میں
عبداللہ بن مافع راوی ضعیف ہے۔ حالانکہ یہ صحیح مسلم کا راوی ہے اور ثقہ ہے۔
حدیث کے ایک حصہ کو ماننا اور ایک حصہ کو نہ ماننا خفیوں کی خاص عادت ہے۔ مثلاً
یہ لوگ سیدنا ابو محذورہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں مذکور دہری اقامت
پر تو ایمان لاتے ہیں مگر اذان میں ترجیع کے قائل نہیں۔ ہوداؤد وغیرہ۔ یا جیسے
سیدنا مالک بن نویر سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت کانوں تک اپنا ہاتھ رکھا

جانے پر استدلال کرتے ہیں مگر اسی روایت میں دوسری دفعہ یدینوں کو کھا جاتے ہیں۔ (مسلم)۔

الْفَرَمُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ - (بقرة : ۸۵) -
”کیا پس تم کتاب کے ایک حصہ پر ایمان لاتے ہو اور ایک حصہ کا انکار کرتے ہو۔“

معلوم ہوتا ہے کہ عثمان صاحب اپنے کباء پر گئے ہیں۔ اصل بات یہ ہے ایک ہے اعمال کا جزا و سزا کے لئے پیش ہوا۔ سو اس میں اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک و سیم نہیں اور ایک ہے نبی یا غیر نبی کے لئے حکم پروردگار درود و سلام اور حسانات جاریہ کا رفعت درجات کے لئے پیش ہونا۔ یہ دو مختلف چیزیں ہیں۔ اس میں شرک و رک کا کوئی قصہ نہیں اس میں جھگڑنا تقریباً ایسے ہی ہے جیسے کوئی اس بات پر جھگڑا شروع کر دی کہ بارش اللہ تعالیٰ نے برساتی ہے یا بادلوں نے۔ مریض کو اللہ تعالیٰ نے آرام دیا ہے یا ڈاکٹر کی دوائے۔ یہ اسباب اور مسبب کی حوص فضول ہے۔ میں نہیں سمجھتا اتنی سی بات پر اتنی جلدی کفر کے فتوے لگا دینا کیا معنی رکھتا ہے۔ فتویٰ نہ ہول حوں کا کھیل ہو گیا۔ سیدنا امام اہم علیہ السلام نے فرمایا:

الَّذِي خَلَقَنِي فَهُوَ يَهْدِينِ - وَالَّذِي يَطْعَمَنِي وَيَسْقِينِ - وَإِذَا

مَرَضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ - وَالَّذِي يُمِيتُنِي ثُمَّ يُحْيِينِ - (الشعراء)

”اس نے مجھے پیدا کیا، پس وہ مجھے راہ دکھاتا ہے، وہی مجھے کھلاتا ہے اور

مجھے پلاتا ہے اور جب بیمار ہو جاتا ہوں تو مجھے شفا دیتا ہے اور وہی مجھے

مارے گا پھر مجھے زندہ کرے گا۔“

اب اگر کوئی کہے مجھے فلاں عالم نے راہ دکھلائی، مجھے ماں باپ نے کھلایا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

پلایا، مجھے طبیب کی دوا سے شفا ہوئی، فلاں نے فلاں کو مار ڈالا، حج نے طرم کو زندگی دے دی تو کیا وہ مشرک ہو جائے گا۔

امام احمد بن حنبلؒ کا قصور یہ بھی ہے کہ ان کی مسند میں یہ روایت ہے :

ان الله في الارض ملاءكة سياحين في الارض يبلغوني من امتي السلام -

”زمین میں چلنے پھرنے والے اللہ کے مقرر کردہ فرشتے میری امت کا سلام مجھے پہنچائیں گے۔“

یہ روایت نسائی اور دارمی میں بھی ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس حدیث سے عثمانی صاحب نے کیونکر شرک کی نوسنگھ لی۔ فرشتوں کا ہر دو جہان میں آنا جانا ثابت ہے۔ اگر وہ محکم الہی سرور کائنات ﷺ امت کا سلام پہنچادیں تو اس سے عثمانیوں کی توحید کو کیا خطرہ لاحق ہو جاتا ہے کیا وہ یہ چاہتے ہیں کہ فرشتے اللہ تعالیٰ سے اجازت لینے کی بجائے ان سے اجازت لے کر یہ کام کیا کریں۔

قبر کی زندگی :- امام احمد بن حنبلؒ کا ایک بہت بڑا جرم وہ حدیث ہے جو نبی ﷺ نے مرنے والے کے ساتھ پیش آمدہ واقعات کے بارے میں ارشاد فرمائی ہے جس میں یہ الفاظ ہیں :

لتعاد روحه في جسده - (ج ۴ ص ۲۸۷) -

”اس کی روح اس کے جسم میں لوٹائی جاتی ہے۔“

حالانکہ یہی حدیث چند الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ بخاری شریف میں بھی موجود ہے جسے عثمانی صاحب نے بھی توحید خالص حصہ دوم ص ۲۵ پر نقل کیا

ہے جہاں تعاد روح کی جائے انہ لیسع قوع نعالم کا ذکر ہے یعنی میت اپنے جانے والے ساتھیوں کے جو توں کی آہٹ سنتی ہے۔ یہ دونوں حدیثیں یکساں طور پر بظاہر قبر میں میت کی زندگی پر دلالت کرتی ہیں۔ بخاری شریف کی روایت کے مطابق میت کا جو توں کی آہٹ کو سنتا، دو فرشتوں کا آکر اس کو اٹھاتا، اس سے سوال و جواب کرنا اور کافر میت کا ہتھوڑے کی ضرب سے چیخا اور پھر جن وانس کے سوا سب مخلوق کا اس چیخ کو سنتا، اعادہ روح کے بغیر تو ممکن نہیں۔ تو جو جواب عثمانی صاحب کے نزدیک بخاری شریف کی حدیث کا ہے وہی مسند احمد کی روایت کا بھی سمجھ لیں۔ قبر کی زندگی کے بارے میں حافظ ابن القیم فرماتے ہیں اگر اس زندگی سے دنیاوی زندگی اور اس کے لوازم مراد ہیں تو یہ یقیناً غلط ہے۔ ایسی زندگی میت کو حاصل نہیں ہوتی۔ اگر اس سے مراد دنیاوی زندگی کے علاوہ ہے جس میں روح کا اعادہ متعادل زندگی کی طرح نہ ہو اس کا مقصد سوال اور امتحان ہو تو یہ درست ہے اس کا انکار کرنا غلطی ہے۔ یہ زندگی نص صریح سے ثابت ہے۔ (ملخص کتاب الروح: ص ۵۲)۔

تائید کے لئے یہ حوالہ پیش کرنے کی ضرورت اس لئے محسوس ہوئی ہے کہ عثمانی حضرات حافظ ابن قیم کے بھی بہت پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ آگے ذکر آ رہا ہے۔ اس حوالہ سے ان کی پوزیشن کافی حد تک صاف ہو جاتی ہے۔

عثمانی صاحب کے نزدیک مسند احمد کی یہ روایت بھی قابل اعتراض ہے :

ما من احد یسلم علی الا رد الله عزوجل الی روحی حتی ارد علیہ السلام۔ (ج ۲ توحید خالص حصہ ۲ ص ۱۹)۔

”جو بھی مجھے سلام کہے گا اللہ تعالیٰ میری روح کو لوٹائے گا تاکہ میں اسے محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

سلام کا جواب دوں۔“

یہ روایت ابو داؤد اور بیہقی میں ہے اور بیہک ضعیف ہے تاہم اس سے توحید کو کوئی گزند نہیں پہنچا اگر کوئی اس سے دنیوی حیات پر استدلال کرتا ہے تو یہ اس کا خیال خام ہے اللہ تعالیٰ نبی ﷺ کو امت کا سلام پہنچانے پر قادر ہے ورنہ جس طرح ہم حضور ﷺ کا جواب نہیں سن پاتے ظاہر ہے ہمارے سلام کی آواز بھی ان تک نہیں پہنچتی۔

جہاں تک ص ۲۰ پر مذکور اس روایت کا تعلق ہے من صلی علیہ عند قبری سمعہ ومن صلی علی لایا اہلہ - (بیہقی - عقیلی) ”جو میری قبر کے پاس درود پڑھے میں اسے سن لوں گا اور جو دور سے درود بھیجے گا وہ مجھے پہنچا دیا جائے گا۔“

اس سے واقعی سماع ثابت ہوتا ہے مگر اس کی سند بالکل میکار ہے۔ ص ۳ پر عثمانی صاحب نے امام احمد بن حنبل کے عقائد سے حیاتوں کا استدلال نقل کیا ہے :

والایمان بملك الموت بقبض الارواح ثم ترد في الاجساد في القبور فيسالون عن الايمان والتوحيد - (كتاب الصلوة ص ۲۵ طبع قاہرہ)

”اور اس بات پر ایمان لانا کہ فرشتہ جانیں قبض کرتا ہے پھر وہ جانیں قبروں کے پچ میں جسموں میں لوٹائی جاتی ہیں پھر ان سے ایمان اور توحید کے بارے میں سوال ہوتا ہے۔“

بھلا اس میں امام صاحب کی کیا خطا ہے۔ یہ مضمون تو احادیث سے ہی محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ماخوذ ہے اس سے نہ تو حیاتوں کو خوش ہونا چاہیے کہ یہ یقیناً زخمی معاملہ ہے اور نہ عثمانیوں کو الراجح ہونے کی ضرورت ہے۔ بزرگوں کے معاملہ میں ہر مد مقابل کے سامنے گھٹنے ٹیک دینا شکست خوردہ ذہنیت کی غمازی کرتا ہے۔ ایسی بھی بر خورداری کیا ہوئی جس بزرگ کی عبارت سے بھی حیاتے استدلال کر لیں اس کی شامت آجاتی ہے۔ جائے اس کے کہ یہ اس کی معقول توجیہ کریں اور صحیح مطلب بیان کریں ان کے پاس اس کا ایک ہی علاج رہ گیا ہے یہ فوراً اپنی شرک والی نوابجاد مشینری حرکت میں لے آتے ہیں کوئی چھوٹا فتویٰ ان کے پاس رہا ہی نہیں۔ میرا خیال ہے کہ یہ شکر کرتے ہیں اسلاف کے خلاف کوئی بات ان کے ہاتھ آجائے سی۔ اس کے بغیر شاید ان کا کھانا ہی ہضم نہیں ہوتا۔ ”برتن قلعی کروالو اور کفر کے فتوے لگوالو“ میں انہوں نے فرق ہی کوئی نہیں چھوڑا۔

سوال یہ ہے کہ مخالفین بالفرض صحابہ کرام کے اقوال سے یا نبی علیہ السلام کی روایت سے استدلال کر لیں تو کیا وہاں بھی یہی ظالمانہ رویہ اختیار کیا جائے گا۔

غیر اللہ کی قسم :- ان کے گروہ میں سے ایک صاحب نے کہانی علیہ السلام نے فرمایا ہے :

من كان حالفا فليحلف بالله او ليصمت - (عن ابن عمر صحیحین) -

”ضرورت پڑے تو قسم اللہ کی اٹھانی چاہیے یا خاموش رہنا چاہیے۔“ مگر

اس کے برعکس امام احمد بن حنبل علیہ السلام کی قسم اٹھانے کو جائز

رکھا ہے۔ (حوالہ الجواب الباهر لامن تحیہ: ص ۵۶) لہذا وہ طاغوت ہوئے۔

گزارش ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے:

من حلف بغير الله فقد كفر او اشرك - (عن ابن عمر ترمذی)

”جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی اس نے کفر کیا یا شرک کیا۔“

دوسری جانب آپ ﷺ نے ایک نجدی کے بارے میں جس نے نماز، روزہ اور زکوٰۃ کی پابندی کا عہد کیا تھا فرمایا:

الفلح وایہ ان صدق - (مسلم ص ۳۰)

”اگر اس نے سچ کہا تو اس کے باپ کی قسم یہ کامیاب ہو گیا۔“

اگر ایسی باتوں سے احمد بن حنبلؒ پر مشرک اور طاغوت ہونے کا فتویٰ لگ سکتا ہے تو پھر نبی ﷺ پر بھی لگا دیجئے۔ مگر مجھے ان کے سامنے ایسی باتیں نہیں کہنی چاہئیں کیونکہ ان کا کیا اعتبار ہے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت کے متعلق امام ترمذیؒ بعض اہل علم کی یہ تفسیر بیان فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کا غیر اللہ کی قسم کھانے کو کفر و شرک کہنا تلخیص پر مبنی ہے اور آگے ذکر کیا ہے یہ ایسے عی ہے جیسے نبی ﷺ نے ریاکاری کو شرک فرمایا ہے۔ (ابواب التزود والایمان)۔

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غیر اللہ کی قسم سے منع فرمایا ہے۔ یہ نئی مہجہ کے مشہور قول کے مطابق کراہت کے لئے حنبلیہ کے مشہور قول کے مطابق حرمت کے لئے اور جمہور ظاہر یہ کے نزدیک تنزیہ کے محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

لئے ہے۔ (شرح الہادی حوالہ: الاحوذی ج ۲ ص ۳۷)۔

علامہ نوویؒ فرماتے ہیں کہ ”غیر اللہ کی قسم ہمارے اصحاب کے نزدیک مکروہ ہے، حرام نہیں ہے۔“ (شرح مسلم ج ۲ ص ۴۶)۔

تحدۃ الاحوذی ج ۲ ص ۱۷۳ پر لکھا ہے:

واحادیث الباب تدل علی ان الخلف بغیر اللہ لا ینعقد لان
النہی یدل علی فساد النہی عند والیہ ذهب الجمهور
وقال بعض الحنابلة ان الخلف بنینا ﷺ ینعقد ونحب
الکفارة۔

”باب کی حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر اللہ کی قسم واقع نہیں ہوتی
اس لئے کہ یہ جائز نہیں ہے۔ یہی جمہور کا مسلک ہے، بعض حنبلہ نے
یہ کہا ہے کہ نبی ﷺ کی قسم واقع ہو جاتی ہے اور کفارہ بھی واجب ہو جاتا
ہے۔“

مطلب یہ ہے بعض حنبلی کہتے ہیں بالفرض کوئی نبی ﷺ کی قسم اٹھالے
تو یہ باقاعدہ قسم شمار ہوگی اور اس پر قسم والا حکم لاگو ہوگا یہ مطلب نہیں کہ ان
کے نزدیک غیر اللہ کی قسم جائز ہے۔ یہ فتویٰ صرف احتیاط کے لئے معلوم ہوتا
ہے۔ اگر امام احمد بن حنبلؒ نے بھی کوئی ایسی بات کہی ہے تو اس کا بھی یہی مقصد ہو
گا۔ اول تو اس میں شک ہے کہ امام صاحبؒ نے ایسی بات کہی بھی ہے یا نہیں۔ ان
کی اپنی کتاب میں یہ قول مذکور نہیں۔ الجواب الباہر میں بھی یہ نہیں لکھا کہ ان کا
یہ قول ہے بلکہ لکھا ہے کہ ان سے ایک قول یہ بھی منقول ہے۔ اسی کتاب میں ص
۵۵ پر لکھا ہے کہ جمہور علماء جیسے امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام ابو حنیفہؒ اور امام احمدؒ
محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کے ایک قول کے مطابق نبی ﷺ کی قسم نہیں اٹھائی جاسکتی۔ اگر کوئی شخص قسم اٹھا بھی لے تو وہ منعقد نہ ہوگی۔

ایک صحیح قول کو نظر انداز کر دینا اور ایک مشکوک قول کو لیکر بات کا بھگو
بنا دینا عثمانیوں کا خاصہ معلوم ہوتا ہے اس نامسعود ذہنیت کو مسلمان دشمنی کے سوا
کیا نام دیا جاسکتا ہے۔

کلمہ کا مفہوم :- کلمہ ہم بھی پڑھتے ہیں اور اس کا مطلب یہ لیتے ہیں کہ
اللہ کے سوا معبود کوئی نہیں۔ وحدۃ الوجود والے بھی پڑھتے ہیں اور اس کا مطلب یہ
لیتے ہیں کہ اللہ کے سوا موجود کوئی نہیں۔ عثمانی بھی پڑھتے ہیں اور اس کا مطلب یہ
لیتے ہیں کہ ان کے سوا مسلمان کوئی نہیں سب مشرک ہیں، سب طاغوت ہیں۔
انجان کے ہاتھوں میں بد وقت آگئی ہے۔

طاغوت :- یاد رکھنا چاہیے کہ بزرگ اللہ کے بندے ہوتے ہیں وہ طاغوت
نہیں ہوتے ہیں۔ طاغوت انہیں بنایا جاتا ہے کسی نے لات و منات کو طاغوت
بنایا، کسی نے فرشتوں کو طاغوت بنایا، کسی نے پیغمبروں کو بنایا، کسی نے ولیوں کو،
کسی نے لایہوں کو، کسی نے پیروں کو، کسی نے مولویوں کو اور کسی نے شیطان کو
طاغوت بنایا۔ اللہ کے سوا جس کی بھی عبادت کی جائے اور پیغمبر کے سوا جس کی
بات کو حجت شرعی مانا جائے وہ اسے طاغوت بنایا ہے۔ میری نگاہ میں جو شخص
مسلمانوں کو بزرگان دین سے متنفر کرتا ہے اس کی اتباع کرنا بھی طاغوت بنانے
سے کم نہیں بلکہ یہ اپنے وقت کا سب سے بڑا طاغوت ہے۔

صاحب مشکوٰۃ وغیرہ :- عثمانی صاحب اپنی کتاب ”یہ قبریں“ ص

۴۰ میں امام مہتممیؒ اور صاحب مشکوٰۃ پر بھی بہت مد سے ہیں لکھا ہے کہ ”بے حساب جھوٹی روایتوں کو انہوں نے تنقید کے بغیر چھوڑ دیا ہے یہ روایتیں شرک کا اصل سبب“ نی ہیں۔ نیز ان کے بارے میں لکھا ہے ”تصوف کی ایجاد کے بعد سچ و جھوٹ کی تمیز اٹھ گئی اور نام نہاد صلحاء اور زہاد حدیث کے میدان میں اتر آئے ہیں۔“

حالانکہ حدیث کی جانچ پڑتال کا جو معاملہ ہے اہل علم نے اس سے فرغت پالی ہوئی ہے اسے انہوں نے لا ینحل نہیں رہنے دیا۔ کوئی حدیث ایسی نہیں جو فن جرح و تعدیل کی کسوٹی پر پرکھی نہ جا چکی ہو۔ باقی جو شرک اور گمراہ ہونے کی بات ہے وہ تو لوگ قرآن مجید سے استدلال کر کے بھی ہو جاتے ہیں اور صحیح احادیث سے بھی ہو جاتے ہیں۔

محدثین کو نام نہاد صلحاء اور زہاد کا طعنہ دینا بد تمیزی کی انتہا ہے اگر ایسی بات ہوتی تو وہ اپنی کتابوں میں ان حدیثوں کا اندراج نہ فرماتے جن سے عثمانی صاحب صوفیاء کے خلاف دلیل پکڑتے ہیں۔

الحن کثیر :- حافظ ابن کثیرؒ بھی ان کے کلام میں آگئے۔ ان سے یہ گناہ سرزد ہو گیا ہے کہ حیلے ان کی تفسیر سے بھی استدلال کر بیٹھے ہیں۔ ص ۳۱ پر وہ عبارت نقل کی ہے :

وهذا ياب فيه آثار كثير من الصحابة وكان بعض الانصار

من اقارب عبد الله بن رواحة يقول اللهم اني اعوذ بك من

عمل اخروی بہ عند عبد اللہ بن رواحہ کان یقول ذلك بعد ان استشهد عبد اللہ - (ج ۳ ص ۴۳۹)

”اس سلسلہ میں صحابہ سے بہت آثار مروی ہیں۔ انصار میں سے سیدنا عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے ایک رشتہ دار یہ کہا کرتے تھے یا اللہ میں تجھ سے ایسے عمل سے پتاہ مانگتا ہوں جو مجھے ابن رواحہ کے ہاں شرمندہ کرے۔ یہ ابن رواحہ کی شہادت کے بعد کی بات ہے۔“

عثمانی صاحب نے اس پر کوئی تبصرہ نہیں کیا البتہ میں کہتا کہ اگر یہ حوالہ درست ہو تو حافظ ابن کثیر سے پہلے ان صحابہ کرام پر مشرک ہونے کا فتویٰ دلانا چاہیے۔

ابن تھیمہ، ابن قیم اور سماع موتی :- استدلال کرنے والے چونکہ

حافظ ابن تھیمہ اور حافظ ابن قیم کی عبارتوں سے بھی استدلال کرتے ہیں اس لئے عثمانی صاحب ان کے بھی ثمن بن گئے۔

یہ استدلال شاگرد ایک حد تک سماع موتی کے قائل تھے مگر جس طرح وہ علم کے پہاڑ تھے دلائل کا رو سے ان کی یہ بات اتنی وزنی اور مضبوط نہیں یہ ان کی اجتماعی خطا ہے۔ گو ان کا یہ عقیدہ تھا کہ میت سلام اور تلاوت سن لیتی ہے۔ مگر وہ ان سے کسی قسم کے استمداد کو جائز نہیں رکھتے تھے۔ خود عثمانی صاحب نے ص ۲۹ پر ”التوسل والوسیلہ“ ص ۳۶ سے ابن تھیمہ کا ایک حوالہ نقل کیا ہے :

وكذلك الانبياء والصالحون وان كانوا احياء في قبورهم

ان قدر انهم يدعون للاحياء وان وردت به آثار فليس محكم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

لاحد ان يطلب منهم ذلك ولم يفعل ذلك احد من السلف
 ”اسی طرح انبیاء اور صالحین اگرچہ اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور زندوں
 کیلئے دعائیں بھی کرتے ہیں اس سلسلہ میں کچھ روایتیں بھی آتی ہیں تاہم
 ان سے مانگنا کسی کیلئے جائز نہیں سلف سے یہ بات ثابت نہیں ہے۔“
 بلکہ حافظ ابن قیمؒ یہ بھی فرماتے ہیں :

لو كان حيا في الصريح حياته - قبل الممات بغیر ما فوقان
 ما كان تحت الارض بل من فوقها والله هذى سنة الرحمن -
 (قصيده نونية ص ۱۴۱)

”یعنی اگر نبی ﷺ کی زندگی دنیوی ہے تو انہیں زمین کے نیچے کی جائے
 عادت الہی کے مطابق زمین کے اوپر ہونا چاہیے۔“

میت کا دعا کرنا :- صحیح بات یہ ہے کہ زندوں کے واسطے مردوں کا دعا
 کرنا بھی ثابت نہیں۔ لیکن بالفرض وہ کرتے بھی ہوں تو بھی اس سے ہماری توحید
 پر اثر نہیں پڑتا۔ ہماری توحید متاثر ہوگی جب ہم ان سے استعانت کریں یا ان
 میں خدائی صفات کا عقیدہ رکھیں۔ قرآن پاک میں ہے :

”فرشتے مومنوں کے لئے استغفار کرتے ہیں۔“ (المومن : ۷)

حدیث شریف میں ہے کہ بھٹک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اور
 آسمانوں اور زمین والے یہاں تک کہ جو ٹیٹیاں اپنے سوراخ میں اور مچھلیاں نیکی کی
 تعلیم دینے والے پر صلوٰۃ بھیجتے ہیں۔ (عن ابی امامۃ باطنی، ترمذی)۔

اگر فرشتے یا جو ٹیٹیاں یا مچھلیاں اہل ایمان کے لئے دعا گو ہیں تو اس سے
 محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

شرک لازم نہیں آجاتا بلکہ اگر کوئی زیادہ بار کی میں جا کر زمین و آسمان والوں میں عالم ارواح کو بھی شامل کر لے تو کسی کے پاس اس کا کیا جواب ہے آخر وہ عالم ارواح ہے تو اسی کائنات کے اندر ہی۔ اصل بات یہ ہے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے کچھ طلب نہیں کرنا چاہیے۔

صحیحین اور قبر کی زندگی :- عثمانی صاحب کو صحیحین پر اعتماد ہے۔ ہونا

بھی چاہیے۔ اب میں ان سے کچھ حوالے عرض کرتا ہوں۔ نبی ﷺ نے مقتولین بدر کے متعلق سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا: ”واللہ! تم میری بات ان سے زیادہ نہیں سنتے ہو۔“ (بخاری: ص ۵۶۶)۔

میں پوچھتا ہوں جن صحابہ کرامؓ نے اس حدیث کو معجزہ پر محمول نہیں کیا ہو گا کیا وہ شرک ہو گئے تھے (معاذ اللہ)۔

فرمایا میں اسراء کی رات کثیب احمر کے پاس سے گزرا تو موسیٰ علیہ السلام اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ (مسلم) اس حدیث سے عثمانیوں کی مشکلات میں اضافہ ہو سکتا ہے۔

فرمایا ایک شخص نے کبھی نیک کام نہیں کیا تھا۔ موت کے وقت اپنے پیوں سے وصیت کی کہ مرنے کے بعد مجھے جلادینا۔ نصف راکھ جنگل میں اور نصف راکھ دریا میں بہا دینا کیونکہ اللہ کی قسم اگر اللہ تعالیٰ نے مجھ پر قابو پالیا تو ایسی سزا دے گا جو کسی کو نہ دی ہو گی۔ چنانچہ انہوں نے اس کی وصیت پر عمل کیا۔ مگر اللہ تعالیٰ کے حکم سے دریا اور جنگل نے راکھ جمع کر دی پھر اللہ تعالیٰ نے اس سے پوچھا کہ تم نے یہ حرکت کیوں کی؟ عرض کیا اے اللہ! تیرے خوف سے اور تو محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

خوب جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے معاف فرمادیا۔ (صحیحین)۔

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے قبل از قیامت بکھرے ہوئے جسمانی ذرات کو مجتمع فرما کر ان میں جان ڈالی۔

نبی ﷺ مشرکین کی قبروں کے پاس سے گزرے کہ آپ کا خچر بدکا۔ (مسلم)۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان قبروں کے پچ میں ضرور کچھ ہوتا ہے مگر عثمانی صاحب اسے معجزہ کہہ کر ٹال گئے۔ (عذاب برزخ : ص ۱۸)۔

میں نہیں سمجھ سکا خچر کا بد کننا نبی ﷺ کا معجزہ کیسے بن گیا۔ اگر یہ معجزہ ہے تو کیا یہ اگلی حدیث بھی معجزہ ہے۔ ارشاد فرمایا جب لوگ جنازہ اپنی گردنوں پر اٹھا لیتے ہیں تو اگر وہ اچھا ہو تو کہتا ہے کہ مجھے جلدی لے چلو اور اگر وہ بُرا ہو تو کہتا ہے کہ افسوس مجھے کہاں لئے جا رہے ہو۔ سوائے انسان کے سب اس کی آواز سنتے ہیں۔ اگر انسان سن لیں تو بے ہوش ہو جائیں۔ (عن ابی سعید الخدری باب قول الميت وهو علی الجنائزۃ قدمونی : بخاری ص ۱۷۶) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وہ میت جو کندھوں پر رکھی ہوتی ہے، بولتی ہے۔

اس سے پہلے ذکر آچکا ہے کہ کافر کی میت جب قبر میں رکھ دی جاتی ہے تو اس وقت بھی فرشتوں کی مار سے اس کی چیخوں کی آواز جن وانس کے سوا سب سنتے ہیں۔ (بخاری)

عثمانی حضرات بتائیں کہ جانور برزخی آوازیں کیوں کر سن لیتے ہیں؟ فرمایا جب مرغ کی آواز سنو تو اللہ تعالیٰ سے اللہ کا فضل مانگو۔ کیونکہ اسے فرشتہ نظر آتا ہے اور براہین گدھے کی آواز سنو تو تم کو پڑھ کر کہہ دو کہ شیطان نے اہل مکتبہ

ہے۔ (تجمن)۔ معلوم ہوا کہ جانور ایسی گولڑیاں سننے اور ایسی قطعلیں دیکھتے ہیں جو انسانوں کے لئے غیر محسوس ہوتی ہیں۔

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی جنازہ والی روایت مذکورہ بالا سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مٹی کی قبر کے ساتھ میت کا گہرا تعلق ہے۔ چنانچہ ایک حدیث میں یہ الفاظ ہیں کہ جنازہ جلد لے چلا کر اچھا ہے تو تم اسے بھلائی کے قریب کرو گے اور اگر بُرا ہے تو بُرائی کو اپنی گردنوں سے اتار دو گے۔ (مسلم مع شرح بخاری ج ۱ ص ۳۰۷)۔

اگر تعلق نہ ہو تو جلد پہنچانے کا کیا مقصد ہے؟ آپ دو قبروں کے پاس سے گزرے۔ فرمایا انہیں عذاب ہو رہا ہے۔ آپ ﷺ نے ایک شاخ لی، اسے دو ٹکڑے کیا اور ایک ایک ٹکڑا ان دونوں پر گاڑ دیا اور فرمایا کہ ان کے ٹکڑے ہونے تک شاید ان کے عذاب میں تخفیف رہے۔ (بخاری: ص ۱۸۲)۔

اس سے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ نے مٹی کی قبروں سے عذاب محسوس فرمایا اور تخفیف کے لئے مٹی کی قبروں پر ہی شاخیں گاڑیں۔

نبی ﷺ کا ایک کاتب مرتد ہو کر مشرکین سے جا ملا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اسے زمین قبول نہیں کرے گی۔ چنانچہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے اس کی لاش باہر پڑی دیکھی۔ وجہ پوچھی تو بتلایا گیا کہ اسے بار بار دفن کیا گیا لیکن زمین نے اسے قبول نہیں کیا۔ (تجمن)۔

معلوم ہوا کہ زمین کو جزا و سزا میں کچھ دخل ہے۔ آپ ﷺ ایک شام باہر تشریف لے گئے اور ایک آواز سن کر فرمایا کہ یہود کو اپنی قبروں میں عذاب ہو رہا ہے۔ (بخاری ص ۱۸۳)۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ آواز کہاں سے آتی تھی؟ فرمایا:

لو تعلمون ما اعلم لضحككم قليلا ولبكيتم كثيرا۔ (بخاری ص ۹۶۰)۔

”جو میں جانتا ہوں اگر تم جان لو تو ہنسو کم اور روؤ زیادہ۔“

ترمذی میں یہ اضافہ بھی ہے کہ تم گھروں کو بھول جاؤ، تم جنگلوں میں نکل بھاگو، تم اللہ کے آگے گزر گزرتے پھرو۔

ایک رات جبرئیل علیہ السلام آپ ﷺ کے پاس پیغام لائے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ اہل بیت کے ہاں جا کر ان کے لئے استغفار کرو۔ (مسلم)۔

میں پوچھتا ہوں کہ قبرستان میں کچھ نہیں ہوتا تو وہاں جا کر دعا و استغفار

کا کیا مطلب ہے؟

مشہور صحابی سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما نے فوت ہونے سے پہلے متعدد افراد کی موجودگی میں وصیت فرمائی کہ ”پھر میری قبر کے گرد اتنی دیر تک کھڑے رہنا جتنی دیر میں اونٹ ذبح کر کے اس کا گوشت کیا جاتا ہے تاکہ میں تم سے مانوس رہوں اور دیکھوں کہ اپنے رب کے فرشتوں کو میں کیا جواب دیتا ہوں۔“ (مسلم ج ۱ ص ۷۶)۔

اس سے ظاہر ہوا کہ سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ و تابعین کا یہ خیال تھا کہ اس عہد عاجز کے نزدیک صحیح نہیں تھا کہ قبر میں پڑی ہوئی میت باہر کھڑے ہوئے لوگوں کو محسوس کرتی ہے۔ کیا یہ مشرک سمجھے جائیں گے؟ استغفر اللہ۔ صحیح مسلم کی اس روایت پر عثمانی صاحب نے اپنے

پرفلمٹ ”غرائب قبر“ ص ۲۰ میں امام نوویؒ کے حوالہ پر مستحکم ثابت کیا ہے کہ ان کی ملاقات

کوشش کی ہے جس سے روایت کا نہیں خود ان کا اپنا ضعف بلکہ کذب ثابت ہو گیا ہے۔

حسن بن حسن بن علی رضی اللہ عنہم فوت ہوئے تو ان کی بیوی صاحبہ نے قبر پر سال بھر خیمہ لگائے رکھا۔ آخر اٹھ کر جانے لگیں تو لوگوں نے ایک آواز سنی کہ :

الا هل وجدوا ما فقدوا بل ينسوا فانقلبوا (بخاری ص ۱۷۷)۔

”جو کھویا تھا کیا انہوں نے اسے پالیا؟ ایک دوسری غیبی آواز نے جواب دیا کہ ”بلکہ مایوس ہو کر لوٹ گئے۔“

یہ آواز دینے والا کون تھا؟ اور کیا حرہ کے موقع پر قبر نبوی ﷺ سے سنے جانے والے ہسمہ کو اس پر قیاس نہیں کیا جاسکتا؟ (داری) بلکہ جب نبی ﷺ کو غسل دیا جانے لگا تو بروایت اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا یہی میس ہے :

ثم كلمهم مكلم من ناحية البيت لا يدرون من هو اغسلوا النبي ﷺ وعليه ثيابه۔

”گھر کے ایک کونے سے غیبی آواز آئی کہ پڑوں سمیت غسل دو۔“

ظاہر ہے کہ یہ فرشتوں کی آوازیں ہو سکتی ہیں اور اس میں کوئی خطرہ والی بات نہیں۔ کسی حدیث کی صحت یا ضعف الگ مسئلہ ہے۔ عثمانی صاحب فقط اس لئے لٹھ لے کر حدیثوں کے پیچھے پڑ جاتے ہیں کہ وہ بقول ان کے مشرکانہ ہوتی ہیں۔ دلائل تمام اہل ایمان کے سامنے منوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ کی

کوشش کرنی چاہیے اور اس کا معقول جواب دینا چاہیے۔ اختلاف رائے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے لیکن جھٹ مشرک کہہ دینا کسی مسئلہ کا حل نہیں ہے پھر ان ائمہ کرام کو؟ کہ ہم اور آپ جن کے پاؤں کی خاک برادر بھی نہیں ہیں۔

کیمپن صاحب کو کیمپنی فوج میں دکھلانی چاہیے تھی بزرگان دین کے خلاف یہ فوجی انداز مناسب نہیں۔

امام ابو حنیفہؒ :- عثمانی صاحب امام ابو حنیفہؒ سے خوش ہیں شکر ہے ائمہ کرامؒ میں سے کوئی تو انہیں پسند آیا اور اس پسندیدگی کی وجہ بظاہر یہ ہے کہ آپ نے ایک زائرِ قبور سے یہ کہا تھا :

کیف تکلم اجسادا لا يستطيعون جوابا ولا یملکون شیئا
ولا یسمعون صوتا وقرأ وما انت بسمع من لی القبور -
(غرائب فی تحقیق المذاهب - توحید خالص ج ۲ ص ۹۸) -
”تو ایسے جسموں سے کیسے بات کرتا ہے جو جواب نہیں دے سکتے نہ کسی
شے کے مالک ہیں اور نہ آواز سنتے ہیں۔ پھر یہ آیت پڑھی ”اور تو اہل قبور
کو نہیں سنا سکتا۔“

مگر اس نظرِ کرم میں بھی وہ غفلت نظر نہیں آتے، ضرور دال میں کالا کالا ہے۔ ایکس (سابق) الحمدیٹ نوجوانوں کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ عثمانی صاحب اصل میں حنفی تھے۔ آخر دم تک رفع یدین کے بغیر نماز پڑھنے والے اور حنفیوں کی طرح جمعہ و جماعت ادا کرنے والے اعلیٰ اسی خفیہ مصیبت کی وجہ سے انہوں نے حضرت امام صاحب کو مشرکین کی صف میں نکال لینے میں مصیبت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

سمجھی۔ میں پوچھتا ہوں جس غرائب کا انہوں نے حوالہ دیا ہے وہ کتاب خود انہوں نے یا ان کے پیروکاروں میں سے کسی نے آج تک دیکھی بھی ہے یا میری طرح صرف اس کا نام ہی سن رکھا ہے۔ اگر دیکھی ہے تو کیا اس کی سند پر غور کیا ہے۔ صرف اس ایک فقرے کی بناء پر امام صاحبؒ کی مدح میں رطب اللسان ہونے سے پہلے ان کا اخلاقی فرض تھا کہ وہ مصنف غرائب سے لے کر امام صاحب تک اس قول کے پورے سلسلہ سند کو بیان کرتے بلکہ یہ بھی بتاتے کہ اس کتاب کا مصنف کون اور کس مسلک سے وابستہ تھا۔ عثمانی صاحب جس قسم کی جرح کے عادی ہیں وہ معیار اور وہ جوش و خروش یہاں کیوں ناپید ہو گیا ہے۔ کیا انہوں نے اپنی اور دیگر لوگوں کے لئے الگ الگ پیمانے مقرر کر رکھے ہیں۔

ویل للمطففين - اذا اکتالوا علی الناس یتوفون - واذا

کالوهم او وزنوهم یتکسرون -

ہم امام ابو حنیفہؒ کو نہ صرف مسلمان بلکہ ائمہ اسلام میں سے ایک امام سمجھتے ہیں۔ لیکن بات اس وقت عثمانی صاحب کے نقطہ نظر کی ہو رہی ہے۔ عثمانیوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ جن صوفیاء کو آپؐ مشرک کہتے ہیں امام صاحبؒ ان میں سے کئی ایک کے استاد تھے کشف الخجب مترجم ص ۹۹ میں لکھا ہے کہ :
وہ اکثر مشائخ طریقت مثلاً ابراہیم بن ادھمؒ، حضرت فضیل بن عیاضؒ، حضرت دلاور طائیؒ، حضرت ابو حنیفہؒ وغیرہم کے استاد تھے نیز حضرت ابو یوسفؒ نے خود انہیں بھی صوفیاء کا امام قرار دیا ہے۔“

تذکرۃ الاولیاء ص ۶۰ میں لکھا ہے کہ امام صاحبؒ نے ابراہیم بن ادھمؒ کو

کتاب ہذا کے ص ۱۲۵ پر ان کے حالات میں لکھا ہے کہ: ”جس وقت مدینہ منورہ میں نبی ﷺ پر یہ کہہ کر سلام پیش کیا السلام علیکم توجوب ملا علیکم السلام یا امام المسلمین“۔

غرائب تو یہ نہیں کس کی کتاب ہے فقہ اکبر جو ان کی اپنی تصنیف کے طور پر مشہور ہے اس میں امام صاحب خود فرماتے ہیں:

واعادة الروح الى العبد في قبره حق - (مع شرح ملا علی

قاری ص ۱۲۰)۔

”قبر میں مردے کی طرف روح کا لوٹنا حق ہے۔“

سب مشرک :- عثمانیوں کے نزدیک جو محدثین اپنی کتابوں ایسی

محدثیں لائے ہیں جن سے سماع موتی ملت ہوتا ہے یا جو ائمہ کرام اس کے قائل رہے ہیں وہ سب مشرک ہیں۔ ان کے نزدیک میاں نذیر حسین محدث دہلوی، مولانا صدیق الحسن، علامہ وحید الزماں، سید بدیع الدین بھی مشرک ہیں۔ ان کا طرز صرف اتنا ہے کہ میت سلام سن کر جواب دیتی ہے ان کے نزدیک سید ابو الاعلیٰ مودودی بھی مشرک ہیں اس لئے کہ انہوں نے عقیدۂ حیات النبی ﷺ میں کوئی قطعی فیصلہ نہیں دیا ہے۔ (رسائل مسائل ج ۳ ص ۴۴۰۔ دقات النبی ﷺ عثمانی صاحب ص ۱۴)۔

سماع موتی اور شرک :- میں ضمیمہ سماعت سماع موتی کا شرک سے کیا

تعلق ہے جب کہ سارا عالم سنتا ہے انسان سنتے ہیں جن سنتے ہیں فرشتے سنتے ہیں، جانور سنتے ہیں اور اس سے شرک لازم نہیں آتا تو اگر ضمیمہ حیات النبی ﷺ

استدلال کر کے یا مخصوص حدیثوں کو عام کر کے کوئی بزرگ میت کے سلام وغیرہ سننے کا قائل ہو ہی جائے تو شرک کہاں سے لازم آگیا اور اس پر جہنم کی آگ کیسے فرض ہو گئی؟ اگر اربوں کھربوں زندوں کی سماعت سے توحید کی نفی نہیں ہوتی تو مردوں کی سماعت سے توحید کی نفی کیسے ہو جائے گی؟ کیا اللہ تعالیٰ کی توحید صرف مردوں کے مقابلہ میں ہے؟ یعنی ایک صفت جو ہم زندہ میں موجود مانتے ہیں اور اس سے ہماری توحید کو صدمہ نہیں پہنچتا ہے وہی محدود سی انسانی صفت اگر کوئی غلطی سے مردہ میں موجود مان لے تو شرک کہاں سے آٹپکتا ہے۔ سن لینا اور بات ہے معبود ہونا اور بات ہے۔ کیا قرآن و حدیث میں کوئی ایسا مضمون ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ فقط سماع موتی کا عقیدہ رکھنے سے ہی انسان مشرک ہو جاتا ہے۔

سماع موتی کا عقیدہ غلط ہے بے جیاد ہے، عقل و نقل کے خلاف ہے، تجربے اور مشاہدے کے منافی ہے مگر شرک نہیں ہے۔ شرک ظلم عظیم ہے۔ مگر ہر شے شرک نہیں ہے مردے تو پھر ماضی میں زندہ رہے ہوتے ہیں۔ قرآن مجید تو ہر شے میں ایک طرح کی زندگی ثابت کرتا ہے۔

وان من شیء الا یسبح بحمده ولكن لا تفقهون تسبیحهم -

(بنی اسرائیل : ۴۴)

”ہر چیز اللہ کی حمد بیان کرتی ہے مگر تم ان کی تسبیح کو سمجھتے نہیں ہو اور اللہ چاہے تو ان کی تسبیح سنا بھی دیتا ہے۔“

ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

”کھانا کھایا جاتا تھا اور ہم اس کی تسبیح سنتے تھے۔“

تو کیا اس سے شرک لازم آگیا۔ جب کہ بچے ہوئے کھانے جیسی شے کا بولنا مردہ کے سننے سے بھی بڑھ کر ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ بطور معجزہ درختوں اور پتھروں کا بولنا بھی ثابت ہے اور ان باتوں کو برزخی معاملہ قرار دے کر چھٹکارا بھی نہیں پایا جاسکتا۔

عثمانی صاحب سماع موتی کو قبر پرستی کی جز قرار دیتے ہیں۔ غالباً اسی لئے انہوں نے اس مسئلہ میں تشدد کا راستہ اختیار کیا ہے۔ ان کے خیال کے مطابق ہمیں سے بات بڑھتے بڑھتے کہیں سے کہیں جا پہنچتی ہے یہ بات ان کی کافی حد تک صحیح ہے مگر قاعدہ کلیہ نہیں ہے۔ اس باب میں وارد ہو۔ الیٰ کچھ صحیح اور کچھ ضعیف احادیث کو ظاہر پر محمول کر کے متعدد اہل حدیث علماء نے سلام کی حد تک قبر کی زندگی کے بارے میں اقوال بیان کیے ہیں مگر بفضلہ تعالیٰ انہوں نے اہل قبور سے کبھی مانگا کچھ نہیں کیونکہ انہیں معلوم ہے :

ومن اضل ممن يدعو من دون الله من لا يستجيب له الى

يوم القيامة وهم عن دعائهم غفلون - (الاحقاف : ۵) -

”اور اس سے زیادہ گمراہ کون ہے جو اللہ کے سوا انہیں پکارتا ہے جو اسے

قیامت تک جواب نہیں دیں گے اور وہ اس کی پکار سے بے خبر ہیں۔“

نیز فرمایا کہ :

ان تدعوهم لا يسمعون دعاءكم ولو سمعوا ما استجابوا

لكم - (فاطر : ۱۴) -

کر سکتے۔“

اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مردوں کا سن لینا محال نہیں دعا کا قبول کرنا محال ہے۔

توحید ایک مذاق بن گئی! یہ بات ایک لطیفہ سے کم نہیں جس طرح

شرک سے محبت کرنے والے لوگ سماع موتی سے شروع ہوتے ہیں اور قبر پرستی تک جا پہنچتے ہیں اسی طرح عثمانی بھی فتویٰ لگاتے لگاتے کہیں سے کہیں پہنچ جاتے ہیں۔ یعنی قبریں پوجنے والے بھی مشرک۔ جن بزرگوں کی قبریں پوجی جاتی ہیں وہ بھی مشرک۔ سماع موتی کا عقیدہ رکھنے والے بھی مشرک۔ سماع موتی کے متعلق حدیثیں بیان کرنے والے محدثین بھی مشرک اور ان بزرگوں کے بارے میں حسن عقیدت رکھنے والے ہم جیسے نیاز مند ان بھی مشرک۔ توحید ایک مذاق بن گئی۔

اگلی منزل پرویزیت :- اس فتویٰ بازی اور اہل حدیث اور ائمہ حدیث

کے خلاف منافرت پھیلانے کی مہم کا یہ اثر ہے کہ عثمانیوں کی اگلی منزل پرویزیت ہوتی ہے یہ لوگ آخر کار تمام زخیرہ احادیث ہی سے باغی اور متنفر ہو کر منکرین حدیث کے گروہ میں پناہ لے لیتے ہیں کیونکہ ان کے قدم اکھڑے اکھڑے ہوئے ہوتے ہیں ان کی مثال آشیانوں سے گرے ہوئے معصوم پنچھیوں جیسی ہوتی ہے۔ پرویزیوں کو ایسا موقع اللہ دے، وہ ان پر جھپٹ پڑتے ہیں۔

مورال نوپے چورتے چورال نوں پنے ہور

ٹھیک ایسے ہی جیسے ایک بحری رپوڑ سے مجھڑ جائے تو اسے بھڑیے اٹھا
محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کے لے جاتے ہیں۔ (مسند احمد)۔

ان ”موحدوں“ کا حال ان مشرکوں سے مختلف نہیں ہوتا جن کے بارے میں آتا ہے۔

من يشرك بالله فكأنما خر من السماء فتخطفه الطير او
تھوی به الريح في مكان سحيق - (الحج : ۳۱) -

”جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرائے پس گویا وہ گر پڑا آسمان سے
پس اچک لیں اس کو پرندے یا پھینک دے اسے ہو اذور کی جگہ میں۔“

حقیقت یہ ہے کہ عثمانی چکڑالویوں کے لئے بہت مفید اور کارآمد مہرے
ثامت ہو رہے ہیں۔

اگر انہیں ان کا ہر اول دستہ کہہ دیا جائے تو بے جا نہ ہو گا یقین کیجئے جس
طرح بریلوی شیعہ کے لئے زمین ہموار کرتے ہیں اسی طرح عثمانی شعوری یا غیر
شعوری طور پر منکرین حدیث کے لئے کام کر رہے ہیں۔

عثمانی اور خوارج :- عثمانی صاحب نے توحید کا جو معنی سمجھ لیا ہے اس
معیار پر شاید ہی کوئی پورا اتر سکتا ہو گا۔ ہم تناخ کے قائل نہیں لیکن ان کا لٹریچر
پڑھ کر اور ان کے خیالات سن کر شبہ ہوتا ہے کہ ان کے پیچ میں خوارج کی روح
حلول کر آئی ہے یہ بالکل ان کی طرح باتیں کرتے ہیں۔ خوارج بھی ناک پر مکھی
نہیں بیٹھنے دیتے تھے۔ صحابہ کرام کا ایمان تک ان کے اسٹینڈرڈ سے فروتر تھا۔
اپنے سوا ہر مسلمان کو حتیٰ کہ حضرت علیؑ اور حضرت معاویہؓ کو بھی کافر اور واجب
القتل جانتے تھے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کچھ مال تقسیم فرما رہے تھے کہ خاندان ہوتیم میں سے ذوالخویصر ہ نامی ایک آدمی آیا اور کہنے لگا کہ یا رسول اللہ ﷺ! انصاف کرو۔ فرمایا تجھ پر افسوس ہے اگر میں انصاف نہیں کروں گا تو پھر کون کرے گا؟ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے اس کے قتل کی اجازت مانگی تو فرمایا کہ جانے دو۔ فرمایا اس کے پیروکار ہوں گے کہ تم اپنی نماز اور روزے کو ان کی نماز اور روزے کے مقابلے میں حقیر جانو گے..... الخ۔ ایک روایت میں الفاظ یوں ہیں کہ ایک شخص آیا دھنسی ہوئی آنکھوں والا، ابھری ہوئی پیشانی والا، کھنی ڈاڑھی والا، اٹھے ہوئے رخساروں والا اور نڈھ کرواتے ہوئے بولا کہ اے محمد (ﷺ)! اللہ سے ڈر! فرمایا کہ اگر میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کروں تو پھر اس کی اطاعت کون کرے گا۔ اللہ تعالیٰ تو مجھے اہل زمین پر امن جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ہو۔ ایک شخص (سیدنا عمر رضی اللہ عنہ) نے اس کے قتل کی اجازت طلب کی جو آپ ﷺ نے نہ دی۔ وہ چلا گیا تو فرمایا کہ اس شخص کی جنس سے ایک قوم پیدا ہوگی کہ قرآن ان کے حلقوں سے نیچے نہیں اترے گا اسلام سے یوں نکل جائیں گے جیسے تیر شکار ہے۔ اہل اسلام کو قتل کریں گے اور مت پرستوں کو چھوڑ دیں گے اگر میں نے انہیں پالیا تو ان کے ساتھ قوم عاد والا حشر کروں گا۔ (صحیحین)۔

کتاب و سنت کے خلاف کسی کی بات نہ ماننے سننے کی وجہ سے بریلوی حضرات ہمیں بھی خارجی کہا کرتے ہیں۔ مگر افسوس جو بات ہمارے لئے فقط ایک گالی تھی عثمانیوں نے اسے اپنے حق میں حقیقت بنا دیا اور اپنے اندر سچ مچ خارجیوں والی خصلتیں پیدا کر کے بریلویوں کو خوش کر دیا ہمیں بھی شرک سے نفرت ہے محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مگر مسلمانوں سے نفرت نہیں ہے جبکہ عثمانیوں کو اللہ جانے شرک سے اتنی نفرت ہے یا نہیں جتنی نفرت کہ انہیں مسلمانوں سے ہے شرکیہ حوالوں کو تو یہ صرف بطور کار تو س استعمال کرتے ہیں ان کے بغض و نفرت کا اصل نشانہ مسلمان شخصیات ہوتی ہیں۔

خارجیوں کی مثال سے ممکن ہے کہ عثمانی ماتھے پر بل لے آئیں لیکن آئینہ پر غصہ نکالنے کی بجائے اپنی اصلاح کی فکر کرنی چاہیے۔ جیسا پر تشدد ان کا مزاج ہے اور جیسے مغرور ان کے خیالات ہیں اگر یہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ہوتے تو خارجیوں کے ساتھ ہوتے اور اگر وہ اس زمانے میں ہوتے تو ان کے ساتھ ہوتے بلکہ یہی ہوتے۔ ان کا قارورہ آپس میں ملتا جلتا ہے ان کا نعرہ ہے لا الہ الا اللہ ان کا نعرہ تھا لا حکم الا للہ۔ مگر نہ وہ تحکیم کو صحیح سمجھے اور نہ یہ توحید کو صحیح سمجھے۔ انہوں نے اللہ کی تحکیم کو اور انہوں نے اللہ کی توحید کو عبث بدنام کیا۔ جس طرح سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان کے بارے میں فرمایا تھا کہ کلمۃ حق ارید بہا الباطل یہی مقولہ ان پر بھی صادق آتا ہے۔ یعنی بات ان کی بھی سچی تھی مگر مقصد اس سے صحابہ و تابعین کو اسلام سے خارج کرنا تھا بات ان کی بھی سچی ہے مگر مقصد اس سے ائمہ اسلام کو اسلام سے باہر کرنا ہے۔

در حقیقت یہ دونوں ذوالخویرہ کی لولاد ہیں خوارج ”توحید خالص“ کی پہلی قسط تھے اور عثمانی ”توحید خالص“ کی دوسری قسط ہیں۔

ایک اور بات پر غور فرمائیں حدیث کے آخر میں یہ الفاظ ہیں وہ یعنی خوارج اہل اسلام کو قتل کریں گے اور اہل ایمان کو نظر انداز کریں گے۔ تقریباً یہی پالیسی عثمانیوں نے اختیار کر رکھی ہے یہ ورد ہر وقت شرک کا کرتے ہیں مگر

مخالفت زیادہ اہلحدیثوں کی کرتے ہیں۔ یعنی جن مقامات پر ڈنگے کی چوٹ شرک ہوتا ہے اور پرہجوم عرس ہوتے ہیں وہاں موقع پر جا کر تبلیغ نہیں کرتے کہ جواب آں غزل کے طور پر بھی کچھ سن سکیں انہیں علم ہے کہ اگر کوئی ایسی ویسی حرکت کی تو ہڈی پلی سلامت نہیں رہے گی اور آنے والے کا بھٹا معلوم ہو جائے گا۔

اس کے برعکس یہ اہل حدیث نوجوانوں کا شکاریوں کی طرح پہنچا کرتے ہیں اور تاک میں رہتے ہیں کہ کب کس کو لے اڑیں، آستانوں اور نقلی کعبوں کے خلاف لکھے جانے والے پمفلٹ بھی زیادہ تر انہی میں تقسیم کرتے ہیں جو کہ پہلے ہی ان سے ہیزا رہ گئے ہیں۔

معلوم ہوتا ہے کہ یہ جانتے ہیں کہ اہل حدیث ہی صحیح معنوں میں موحد اور قبیح کتاب و سنت ہوتے ہیں توحید کے نام پر ان کی نئی پود کو آسانی سے بے وقوف بنایا جاسکتا ہے۔

افسوس کہ پانچتہ زمین رکھنے والے نوجوان ان کے ہتھے چڑھ جاتے ہیں اور خام مال کے طور پر ان کے کام آجاتے ہیں ان میں دین کا جذبہ تو دافر مقدار میں ہوتا ہے مگر دین کی نزاکتوں سے آشنا نہیں ہوتے اسی لئے سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَفِيهِ وَاحِدٌ أَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنَ الْفِ عَابِدٍ (ترمذی)

”دین کی سمجھ رکھنے والا شیطان پر ہزار عابد سے زیادہ بھاری ہوتا ہے۔“

اہلحدیثوں سے اتنا فائدہ اٹھانے کے باوجود یہ ان سے کمال درجے کا بغض

رکھتے ہیں اور اپنے دل و دماغ میں ان کے خلاف شدید کدورت رکھتے ہیں۔ اس محکم لائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

سڑیل مزاجی اور چڑچڑے پن کو انہوں نے ایمان کی حقیقت سمجھ لیا ہے اپنے سوا کسی کو ٹھٹھا انہوں نے سیکھا ہی نہیں۔ اللہ والوں سے بگاڑ کر انہوں نے اپنے حق میں اچھا نہیں کیا یہ مصیبت کسی گناہ کی مار معلوم ہوتی ہے۔ یا پھر شاید عثمانی صاحب کسی احساس محرومی یا کمتری کا شکار تھے جس کا انتقام انہوں نے نوجوان نسل کو بزرگان دین کے خلاف کر کے لینے کی کوشش کی ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے یہ لوگ الحب فی الشیطان والبغض فی الشیطان کے مسلک پر کاربند ہو گئے ہوں۔

یہ اپنے آپ کو عثمانی کہلاتے ہیں۔ اگر یہ نسبت خلیفۃ المسلمین کی طرف ہے تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ایسے تو نہ تھے ان کی حیا، ان کا صبر، اور ان کی تحمل مزاجی تو ضرب المثل ہے۔ انہوں نے تو ان بلوائیوں کے پیچھے بھی نماز پڑھنے کی اجازت دیدی تھی جنہوں نے ان کے قتل کو جائز قرار دے دیا تھا۔ کاش یہ لوگ اپنے نام کے کسی حصہ کی لاج تو رکھ لیتے۔

دردمند موحّد :- ایک تضاد میری سمجھ میں نہیں آیا۔ مولانا عبدالرزاق طبع آبادی مرحوم نے امام ابن تھیمہ کی کتاب الوسیلہ کا اردو ترجمہ کیا تھا جس کا مقدمہ انہوں نے مسلمان مشرک کے نام سے لکھا تھا جسے عثمانی صاحب نے اپنی تائید میں الگ شائع بھی کیا ہے۔ اس میں طبع آبادی نے شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اور معین الدین اجمیریؒ وغیرہما کے بارے میں لکھا ہے کہ ”حالانکہ ان میں سے کسی نے بھی کوئی شرک جائز نہیں رکھا۔“ اس فقرے کے تحت حاشیہ میں عثمانی صاحب فرماتے ہیں کہ ”ہم اس بات میں منصف سے اتفاق نہیں کرتے۔“ تو سوال یہ ہے

کہ عثمانی صاحب کے نزدیک حافظ ابن تھیمہ بھی مشرک ہیں اور بزرگوں کو مشرک نہ سمجھنے والے بھی مشرک ہیں تو پھر ان نے مضمون کے آغاز میں صاحب مضمون کے بارے میں یہ الفاظ کیونکر لکھ دیئے کہ ”ایک درد مند موحّد کے دل کی پکار“۔ کیا توحید کے مسئلہ میں اہل حدیث کا موقف مرحوم سے مختلف ہے۔ انہیں کس خوشی میں مشرک کے فتویٰ سے نواز دیا گیا ہے تلک اذا قسمة ضیعی۔

ہم جناب طبع آبادی کے بارے میں عثمانی صاحب کی رائے کو منسوخ بھی نہیں کر سکتے کیونکہ انہوں نے ان کی ”کنزوری“ جانی ہے پھر اس پر نوٹ بھی لکھا ہے اور تب بھی انہیں موحّد قرار دیا ہے۔ نیز عثمانی حضرات آج تک اس پمفلٹ کو بانٹتے پھرتے ہیں تو کیا یہ سب لوگ اپنے ہی فلسفہ مشرک کی زد میں آکر مشرک نہ ہو گئے۔

لو آپ اپنے دام میں میاد آگیا

مزید غور :- یاد رہے عثمانی صاحب توحید خالص کے پہلے ایڈیشن میں حافظ ابن تھیمہ اور شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب کی بھی بہت تعریف کر چکے ہیں۔ توحید کے میدان میں ان کی مجاہدانہ خدمات کا اعتراف کیا ہے۔ پھر شاید انہیں بعد میں یاد آیا کہ یہ اصحاب تو تعویذوں کو اور نبی ﷺ پر صلوٰۃ و سلام پیش ہونے کو جائز جانتے تھے تو اگلے ایڈیشن میں انہوں نے وہ عبارتیں حذف فرمادیں اور وہ جائے موحّد کے مشرک قرار پا گئے تو گزارش ہے کہ کیا پہلا ایڈیشن لکھنے تک عثمانی صاحب ابھی خود بھی مشرک کی بھول بھلیوں سے نہیں لکھے تھے؟ ان کے پیروؤں کو مزید غور کر لینا چاہیے نزع سے پہلے پہلے وقت ہے ایسا نہ ہو کسی مسلمان ہستی کو

سجھنے کی غلطی کر کے قعر جہنم میں جاگریں۔

ڈاکٹر صاحب :- عمر کے آخری حصہ میں عثمانی صاحب نے اپنے

حالہ جبل اللہ (خاص نمبر مجلہ نمبر ۳ ص ۱۱۴) میں اپنے ایک پیروکار ڈاکٹر صاحب کی رپورٹ شائع کی تھی کہ انہوں نے کہا کہ ”آج اللہ کی بجائے نیک عیسویوں کی پرستش ہو رہی ہے۔۔۔۔۔۔ قیامت کے روز جب ان نیک لوگوں کو بتایا جائے گا کہ یہ تمہارے پجاری ہیں تو وہ نیک ان کی تمام عبادتوں کا انکار کریں گے۔“ یہ الفاظ لکھنے سے بچانے ان دونوں ڈاکٹروں کا خاتمہ توحید پر ہوا نہیں۔

ایک اور ڈاکٹر صاحب :- سنا ہے لاہور میں بھی ایک ڈاکٹر صاحب

ہے ہیں جو پہلے ڈاکٹر عثمانی صاحب کی بیعت تھے پھر امام احمد بن حنبلؒ کی شخصیت
مختص کے بارے میں اختلاف رائے ہو جانے سے انہوں نے اپنا الگ مطلب
لیا۔ اس سلسلہ میں ڈاکٹر صاحبان کی دلچسپی کی وجہ سمجھ میں نہیں آسکی۔ اب
تو یہی سنتے آئے ہیں کہ طب کا موضوع بدن ہوتا ہے۔ مگر یہ سارے ڈاکٹر
ٹھٹھے ہو کر لوگوں کے ایمان کا آپریشن کرنے لگ گئے ہیں۔ پتہ نہیں الیو پیٹھی میں
میم پی پی ایس کی ڈگری میں اس کی کوئی گنجائش ہوتی ہو گی یا شاید اسیتھو سکوپ قسم
کوئی آلہ ان کے ہاتھ لگ گیا ہے جس سے یہ معلوم کر لیتے ہیں کہ فلاں مشرک
ہے اور فلاں دوزخی ہے۔

ولا تقف ما ليس لك به علم (بني اسرائيل : ٣٦)

لاہوری پارٹی نے اگر ایک امام احمد بن حنبلؒ کو معاف کر دیا ہے تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ اونٹ کے بوجھ سے اگر چھلنی اتار بھی لی جائے تو وزن کم محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

نہیں ہو جاتا۔ اسلام میں ہر مسلمان کی عزت خانہ کعبہ سے زیادہ ہے۔
جس طرح امام احمد بن حنبلؒ کے بارے میں ان کے ضمیر نے ان کو
ملامت کیا ہے اور اس مسئلہ پر انہوں نے نظر ثانی فرمائی ہے انہیں اپنے عقائد کے
پورے ڈھانچے پر نظر ثانی فرمائی چاہیے اور اس ذہن کو بد لنا چاہیے جو پس منظر میں
کار فرما ہے۔

اہل حق :- حدیث شریف میں آتا ہے کہ :

لا تزال من متی امة قائمة بامر الله (صحیحین) -
معلوم ہوا اہل حق کی جماعت ہمیشہ رہے گی اور اس کا تسلسل کبھی نہیں
ٹوٹے گا۔ ظاہر ہے عثمانی گردہ کو پیدا ہوئے جمعہ جمعہ آٹھ دن ہوئے ہیں اگر یہ اہل
حق ہیں تو کیا یہ اپنے سے پہلے کسی ایسی جماعت کی نشاندہی کر سکتے ہیں جو ہو بہو ان
کی ہم خیال ہو؟ انہی کی طرح ائمہ کرام محدثین عظام اور بزرگان دین پر کفر و
شرک کا کچھڑ پھینکنے والی ہو۔ اگر کوئی جماعت نہیں تھی اور سوائے خوارج کے یقیناً
نہیں تھی تو ثابت ہوا کہ ان کے خیالات فاسد اور بدعت ہیں اور اگر تھی تو وہ
کوئی تھی اور اس کا نام کیا تھا اور یہ اس میں کیوں نہ شامل رہے، الگ کیوں ہو
گئے۔ کیا یہ جاہلیت نہیں ہے۔ حدیث نبوی ہے :

من خرج من الطاعة ولارق الجماعة فمات مات ميتة

الجاهلية - (مسلم) -

”جو اطاعت سے نکل گیا اور جماعت سے جدا ہو گیا اور اسی حالت میں مر

گیا وہ جاہلیت کی موت مرا“۔

قیامت کی نشانی :- عثمانی گروہ بجائے اہل حق ہونے کے مجھے تو قیامت

کی نشانیوں میں سے ایک نشانی لگتا ہے نبی ﷺ نے قیامت کی نشانیاں بتلاتے ہوئے ارشاد فرمایا :

ولعن اخر هذه الامة اولها - (عن ابی ہریرۃ - ترمذی)

”اور اس امت کے پچھلے اپنے پہلوں پر لعنت بھیجیں گے۔“

اہل حدیث کی توحید :- عثمانی فرقہ کے لوگ اگر کتاب و سنت کے

تمام قلعے ہیں تو کیا اہلحدیث کا منشور کچھ اس کے علاوہ ہے مگر افسوس جن کی اہوں میں محدثین عظام نہ جچے ہوں ان کے دل میں محدثین کے خادموں کی قدرت ہو سکتی ہے اور جن کے دل میں ہے سو ہے اور ہمیں وہی کافی ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے :

لا يزال طائفة من امتي منصورين لا يضرهم من خذلهم

حتى تقوم الساعة قال ابن المديني هم اصحاب الحديث -

(ترمذی)

”میری امت میں ایک جماعت ہمیشہ قائم رہے گی اللہ تعالیٰ ان کی مدد

فرماتا رہے گا کوئی رسوا کرنے والا انہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔

حضرت ابن المدینیؒ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد اہلحدیث ہیں۔“

حمد للہ اہلحدیث توحید و سنت کے معاملے میں تنگی تلوار ہیں یہ بدنام حد

نک اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو چاہنے والے ہیں اس راہ میں انہوں نے بے

شکر گالیاں کھائی ہیں، قربانیاں دی ہیں، یہ وہابی اور غیر مقلد کہلوائے صرف اس

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

لئے کہ یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے مقابلے میں کسی کو خاطر میں نہیں لاتے۔ یہ نہ صرف مزاروں پر ہونے والے کاروبار کو بلکہ تقلید جامد کو بھی خالص شرک خیال کرتے ہیں اب اس سے بڑھ کر توحید کا تصور اور کیا ہو سکتا ہے۔

ہماری توحید انشاء اللہ العزیز عثمانیوں کی توحید خالص سے زیادہ خالص ہے جیسا کہ پہلے بتلایا گیا کہ یہ شرک سے نفرت کرتے ہیں مگر شاید اس لئے کہ اس آڑ میں بزرگوں سے بزرگوں سے نفرت کی جاسکے اور ہم شرک سے اس لئے نفرت کرتے ہیں کہ یہ بذات خود ظلم عظیم ہے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ غداری ہے۔ ہمارے مذہب کے اجزائے ترکیبی میں کسی مسلمان بھائی کے خلاف بغض کا عنصر شامل نہیں ہے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ انہوں نے میدان جنگ میں ایک دشمن کو پچھاڑ لیا۔ اس نے ان کے چہرہ مبارک پر تھوک دیا آپ نے اسے چھوڑ دیا صرف اس لئے کہ جماد فی سبیل اللہ کے پر خلوص جذبہ میں شخصی نفرت اور ذاتی انتقام کی آمیزش داخل نہ ہو جائے۔

عثمانی لوگ یوں تو شرک کا بہت تو الگاتے ہیں مگر میں نہیں جانتا کہ ان کے سربراہ کو ساری زندگی میں کبھی تقلید کے خلاف ایک پمفلٹ لکھنا بھی نصیب ہوا ہو حالانکہ قرآن وحدیث کی رو سے بلاشک و شبہ یہ بھی شرک ہے۔

اتخذوا احبارہم و رہبانہم اربابا من دون اللہ کا اصل مفہوم یہی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ عثمانی صاحب کے اندر حقیقت بدستور چھپی بیٹھی تھی اور تقلید کا بت ان سے نہیں ٹوٹ سکا تھا۔ ایک مقلد اہلحدیثوں کو شرک کہے، یہ اس صدی کا عجوبہ ہے۔ اور اہلحدیث ایسے شخص کی اتباع کریں یہ اس سے بھی زیادہ محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

حیرت ناک ہے۔

اولئك الذين اشرؤا الضلالة باهدى فما ربحت تجارتهم وما
كانوا مهتدين - (بقره : ١٦)

”انہوں نے ہدایت کے بدلے مگر ابی خرید لی ہے، پس نہ فائدہ مند
ہوتی تجارت ان کی اور نہ ہوئے وہ راہ پانے والے۔“

قارئین کرام خود فیصلہ کریں کہ عثمانی صاحب نے جو توحید پیش کی ہے
وہ خالص ہے یا ناخالص، مکمل ہے یا نامکمل۔ کلمہ صرف لا الہ الا اللہ نہیں ہے محمد
رسول اللہ (ﷺ) بھی ہے۔

نئی بھرتی :- ہمیں عثمانیوں کے سامنے اپنی صفائی پیش کرنے کی ضرورت

نہیں البتہ وہ نوجوان جو پہلے الہمدیٹ تھے اور اب جا کر ان میں بھرتی ہو گئے ہیں۔
جنہیں کمال عیاری کے ساتھ جماعت الہمدیٹ سے بدظن کر دیا گیا ہے۔ ان کی
حالت زار پر ہمیں ضرور ترس آتا ہے ان مخلصین کو یہ بتانا مقصود ہے کہ آپ جس
مقصد کے لئے جنونیوں کے اس گروہ میں تشریف لے گئے ہیں وہ اصلی اور مکمل
حالت میں بغضِ تعالیٰ اپنے ہاں موجود ہے ہم ان کے گوش گزار کرنا چاہتے ہیں
کہ جناب آپ سے بھول ہو گئی ہے آپ کو دھوکہ دیا گیا ہے، آپ کی پر خلوص
صلاحتوں کا ناجائز فائدہ اٹھایا گیا ہے۔ سیانے کہتے ہیں کہ جو فتنہ نیکی کے روپ
میں آتا ہے زیادہ خطرناک ہوتا ہے، آپ نیک ہیں مگر جن ”نیکوں“ نے آپ کو
ورغلیا ہے ان کے ارادے نیک نہیں ہیں۔ آپ کی نیکی بے سمجھی کی بناء پر گناہ
عظیم بن گئی۔ آپ غیر لقمہ اور غیر یقینی روایات کی بناء پر لوگوں کے دشمن بن گئے۔
محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

يا ايها الذين امنوا ان جاءكم فاسق بنبأ فتبينوا ان تصيبوا

قوما بجهالة فتصبحوا على ما فعلتم (الحجرات : ٦)

”اے ایمان والو! اگر تمہارے پاس کوئی فاسق خبر لے کر آئے تو تحقیق کر لو ایسا نہ ہو کہ تم کسی قوم کو نقصان پہنچا دو نادانی کے ساتھ پھر اپنے کئے پر تمہیں پشیمان ہونا پڑے۔“

یہ ہم سے نہیں ہو سکتا :- یقین جانئے ہم میں کی ہے تو صرف اس چیز

کی کہ بزرگان دین پر کفر و شرک کی چاند ماری نہیں کرتے ہیں جبکہ عثمانیوں کے نزدیک موحّد خالص بننے کے لئے شرط ہے کہ ہر مجلس میں اولیائے عظام کو مشرک ثابت کیا جائے۔ ہم میں اتنی جرأت نہیں ہے ہمیں اللہ ایسی جرأت سے بھی بچائے۔ میرے بھائی اگر ہم انہیں کافر و مشرک کہیں گے تو ان کا کچھ نہیں بچوے گا اپنے ہی ایمان کا ستیاناس ہو جائے گا آسمان کی طرف تھوکا منہ کو آتا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا :

ایما قال لایخیه کافر فقد باء بها احدهما (صحیحین) -

”جس نے اپنے کسی بھائی کو کافر کہا ان میں ایک ضرور کافر ہو گیا۔“

نیز فرمایا :

اذا قال الرجل هلك الناس فهو اهلكهم - (مسلم) -

”جب کوئی کہے لوگ تباہ ہو گئے تو وہ خود ان سب سے زیادہ تباہ ہے۔“

امام ابو حنیفہ کا قول ہے کہ جو شخص اس لئے کسی مسئلہ میں دلچسپی لیتا ہے

تاکہ کوئی نہ کوئی ضرور کافر ہو جائے تو وہ انسان اس کے کافر ہونے سے پہلے خود محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

فر ہو جاتا ہے۔

کفر و شرک کی توپ چلانا ثواب کا کام نہیں ہے۔ اس سے درجات بلند
میں ہوتے ہیں۔ حکم تو یہ ہے کہ مشرکوں کو بھی گالی نہ دو۔

لا تسبوا الذين يدعون من دون الله فيسبوا الله عددا بغير
علم - (الانعام : ۱۰۸)

”مست گالی دو ان لوگوں کو جو غیر اللہ کو پکارتے ہیں ورنہ وہ اللہ تعالیٰ کو
گالی دیں گے زیادتی کے ساتھ بے کجی کی وجہ سے۔“

مگر انہوں نے ان کے بنائے ہوئے شریکوں سے بھی درگزر نہ کیا۔

سٹ مارٹن :- معلوم ہوتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے بس مردوں کا

سٹ مارٹن سیکھ رکھا ہے۔ انہیں مردہ پرستی کے مقابلے میں مردہ دشمنی اس آگنی
ہے۔ یہ مردوں کو چیرنے پھاڑنے میں بہت خوش رہتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ یہ
ہنیت غیبت سے بھی بدتر ہے۔

حیبت :- پیٹھ پیچھے کسی کی بُرائی بیان کرنا زنا سے زیادہ بُرا ہے۔ (شہمی)۔

حیبت کو اللہ تعالیٰ نے مردہ بھائی کا گوشت کھانے کے برابر قرار دیا ہے جس کی
حیبت کی جاتی ہے وہ زندہ مگر غیر حاضر ہوتا ہے۔ موقع پر اپنی صفائی پیش کرنے
سے قاصر ہوتا ہے اور جو ہمیشہ کے لئے دنیا سے تشریف لے گئے اور کبھی بھی اپنی
صفائی میں کچھ کہنے کے لئے نہیں لوٹیں گے انہیں بُرا کہنا کتنا سنگین گناہ ہو گا۔

ارشاد نبوی ﷺ ہے :

لا تسبوا الاموات فانهم قد افوضوا الي ما قدموا - (بخاری)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

”مردوں کو گالی نہ دو کیونکہ انہوں نے اپنے اعمال کی جزا پالی ہے۔“

ایک مسلمان کے لئے کفر و شرک سے بڑی گالی کیا ہو سکتی ہے نیز فرمایا:

اذکروا محاسن موتاکم وکفوا عن مساویہم - (ابو داؤد -

ترمذی) -

”مرنے والوں کی خوبیوں کا تذکرہ کرو اور ان کی برائیوں سے باز رہو۔“

اور فرمایا:

من ذب عن لحم اخیه بالمہیۃ کان حقاً علی اللہ یعقہ من

النار - (بیہقی) -

جو شخص غائبانہ اپنے بھائی کے گوشت سے دفاع کرے اللہ کے ذمے

ہے کہ اسے آگ سے آزاد کر دے۔“

یہ تحریر اسی سلسلے کی ایک کوشش ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان بھی ہے:

ان اللہ یدافع عن الذین آمنوا - (الحج : ۳۸) -

”بیچک اللہ تعالیٰ دفاع کرتا ہے ان لوگوں کی طرف سے جو ایمان

لائے۔“

مفلس :- قیامت کے دن نہ جانے کتنے بزرگانِ دین ان کی جان کو روئیں

گے اور کس کس کا ہاتھ ان کی گردن پر ہو گا، وہ عدالتِ الہیہ میں ان کے خلاف

ہتک عزت کا دعویٰ دائر کریں گے اور کہہ سکیں گے کہ یا مولیٰ کریم انہوں نے

ہماری کردار کشی کی تھی۔ قانونِ الہی کے مطابق پھر ان کی نیکیاں (اگر کوئی محفوظ

رہ گئی ہوں تو) ان کو مل جائیں گی اور اگر تب بھی حساب بے باقی نہ ہو سکا تو پھر ان

کے گناہ ان کے کھاتے میں ڈال دیئے جائیں گے۔ (مسلم)۔

انہیں چاہئے کہ سوچ سمجھ کر فتویٰ لگایا کریں اور اسی قدر لگایا کریں جس قدر یہ بوجھ قیامت کے دن اٹھا سکیں۔

ولیوں کے دھوٹی :- گالیاں دینے والوں کے بارے میں شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل صاحب مرحوم ازراہ مزاح فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں مفت کے دھوٹی دے رکھے ہیں یعنی یہ ہم لوگوں کے گناہ صاف کرتے ہیں اسی طرح عثمانی فتویٰ بازوں کے متعلق ہندہ عرض کرتا ہے کہ یہ ولیوں کے دھوٹی ہیں۔

یہ ضروری نہ تھا :- یہ ٹھیک ہے کہ بزرگوں کی طرف منسوب تحریروں سے بہت دنیا گمراہ ہوئی ہے مگر اس کا علاج وہ نہیں تھا جو عثمانیوں نے سوچا کہ سب کو کافر مشرک قرار دے کر مسلمانوں کو ان سے متنفر کر دیا جائے۔ اور ایک قسم کی اتار کی پیدا کر دی جائے کیونکہ یہ تو اس سے بھی بڑی گمراہی ہے یہ صراط الذین انعمت علیہم سے دُور لے جانے والی بات ہے بلکہ یہ تھا کہ کہا جاتا تھا یہ تحریریں جھوٹی ہیں، یہ ملفوظات جھٹی ہیں، یہ کرامات خود ساختہ ہیں اور ان چیزوں کا جھوٹا ہونا صاف ظاہر ہے۔ واقعتاً گپیں نظر آرہی ہیں، یہ ناول تو ہو سکتی ہیں، کسی شریف آدمی کے مذہب کا حصہ نہیں ہو سکتیں۔ ان چیزوں سے نفرت دلوانے کے لئے بزرگوں سے نفرت دلوانا ضروری نہ تھا۔ دیکھ لیجئے ہمارے نزدیک ان باتوں کی حیثیت پرکاش کے برابر بھی نہیں۔ باوجود اس کے ہمارے دل

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ میں بزرگوں کا پورا احترام ہے ان کا احترام ہمیں ان دہیات کو کسی مائے پر مجبور

نہیں کرتا۔

محبوبانِ خدا :- خواہ مخواہ شرک کی گالیاں دینا بھلے مانسوں کا شیوہ نہیں۔ ہم

کس طرح بد تمیزی کریں ان بزرگوں کی شان میں جو توحید و سنت کے امام تھے، جو قرآن و حدیث کا خزانہ تھے، جو اسلامی علوم و معارف کا بحر ناپید اکنار تھے، جو تقویٰ کا پہاڑ تھے، جو نیکی کی علامت تھے، جو حجۃ اللہ فی الارض تھے اور جن سے پوری دنیائے اسلام محبت کرتی رہی (سوائے ان فومولود عثمانیوں کے) اور محبت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے۔ غلط انسان جمہور مسلمانوں کی محبت سے محروم رہتے ہیں۔ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ”اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبرئیل کو بلا کر کہتا ہے کہ میں فلاں سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کرو۔ جبرئیل اس سے محبت کرنے لگتا ہے اور آسمانوں میں منادی کر دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فلاں سے محبت کرتا ہے تم بھی اس سے محبت کرو، پھر زمین میں اس کی قبولیت رکھ دی جاتی ہے۔ اسی ترتیب سے مبغوض انسان کے لئے زمین میں بغض رکھ دیا جاتا ہے۔ (مسلم)۔

نیز فرمانِ قدسی ہے کہ :

من عادی لی ولیا فقد اذنتہ باحرب - (بخاری)

”جو میرے ولی کا دشمن ہے میرا اس سے اعلانِ جنگ ہے۔“

اللہ کے ولیوں کے بغض میں جتلا ہو کر عثمانی فرقہ نے خود اپنے لئے بغض کی فضا پیدا کر لی ہے۔ انہوں نے اللہ کو بھی اور اللہ کے نیک بندوں کو بھی اپنے سے ناراض کر لیا ہے اور ان سب سے جنگ مولیٰ لی ہے جو مسلمان بھی ان کی محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ذہنیت سے اور انکے اخلاق سے واقف ہو جاتا ہے ان سے نفرت کرنے لگتا ہے۔
 بندوں کے بارے میں مسلمانوں کی شہادت اللہ تعالیٰ کے ہاں معتبر درجہ رکھتی ہے۔ مشہور حدیث ہے نبی ﷺ نے دو جنازوں کے بارے میں فرمایا کہ ایک کی تم نے تعریف کی اس کے لئے جنت واجب ہو گئی اور ایک کی تم نے مذمت کی اس کے لئے جہنم واجب ہو گئی۔ تم زمین پر اللہ کے گواہ ہو۔ (صحیحین)۔
 اور الہمد یثوں سے بہتر گواہی کس کی ہو سکتی ہے۔ یعنی جن بزرگوں کے بارے میں الہمدیث بھی اچھی رائے رکھتے ہوں عند اللہ بھی ان کے اچھے ہونے کا قوی امکان ہے۔ کیونکہ یہی وہ جماعت جو اس آیت کا اولین مصداق ہو سکتی ہے۔
 وكذلك جعلناكم امة وسطا لتكونوا شهداء على الناس -

(بقرہ : ۱۴۳)۔

”اور اسی طرح ہم نے تمہیں بہتر امت بنایا تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو جاؤ“
 حقیقت یہ ہے کہ کسی کے بارے میں نیک نامی اور اچھی شہرت سند کی حیثیت رکھتی ہے اور یہ اللہ کی رحمت ہے۔ اور اہم علیہ السلام نے دعا مانگی تھی :
 واجعل لي لسان صدق في الاخرين - (الشعراء : ۸۴)۔
 ”اور پچھلوں میں میرا ذکر خیر فرما“۔

پیغمبروں کے بارے میں فرمایا کہ :

وجعلنا لهم لسان صدق عليا - (مریم : ۵۰)۔

”اور ہم نے ان کے لئے سچائی کی زبان بلند“۔

نبی ﷺ کے بارے میں فرمایا کہ :

”اور بعد کیا ہم نے تیرے لئے تیرا ذکر۔“

محمد بن عبد الوہابؒ :- ان کے نزدیک شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہابؒ بھی

مشرک ہیں جنہوں نے سر زمین حجاز سے قبر پرستی کا صفایا کیا، جن کے لڑپچر کی سطر سطر سے قرآن و سنت کی محک پھوٹ رہی ہے اور جن کی ضرب توحید سے دلدادگانِ شرک و بدعت ابھی تک اپنی چونٹوں کو سہلارہے ہیں۔

ان بزرگوں کو مشرک کہنے والے عثمانیو! اور اے توحید کے ٹھیکیدارو! بتاؤ تم نے کتنے مزار ڈھائے ہیں اور کتنے شرک کے اڈوں پر کھلاڑا چلایا ہے، باتیں تم بہت کرتے ہو، کام بھی کوئی کیا ہے؟ عنخٹ مردوں کو ہمدردانگی کا طعنہ دیں! حیرت ہے۔

شاہ ولی اللہؒ :- ان کے نزدیک حضرت شاہ ولی اللہ بھی مشرک ہیں جو جہ اللہ الباقی جیسی عظیم انقلابی کتاب کے مصنف ہیں جس میں توحید و سنت اور احکام شریعت کے اسرار و موزکادریا بہہ رہا ہے۔

عثمانی صاحب نے توحید خالص قسط اول میں انفاس العارفین مصنفہ شاہ ولی اللہؒ سے کچھ حوالے دیئے ہیں مثلاً :

آپ کے تایا ہوا الرضاروح بھی نکال لیتے تھے اور پھر داخل بھی کر دیتے تھے۔ ص ۱۱۔

آپ کے والد شاہ عبد الرحیمؒ نے ایک شخص کی بد زبان بیوی کی عمر اس کے گھوڑے کو دیدی۔ ص ۳۵۔

گئے کہ کل صبح اسے نجات مل (فوت ہو) جائے گی۔ ص ۳۸۔
شاہ عبدالرحیم کی مرضی کے مطابق انکی موت مؤخر کر دی گئی۔ ص ۵۱
وہ اس طرح خانی اللہ ہوئے کہ ڈھونڈے سے فرشتوں کو بھی کہیں نہ
پٹے۔ ص ۵۲۔

ایک روز عصر کے وقت وہ چار کروڑ برس کے لئے غائب ہو گئے اور آغاز
آفرینش سے قیامت تک کے احوال ان پر ظاہر کئے گئے۔ ص ۵۲۔
اپنے خادم سے فرمایا کہ قسم خدا اگر زمین کے نچلے طبق میں رہنے والی
کسی چیونٹی کے دل میں سو خیالات آئیں تو ان میں سے ننانوے خیالات
کو میں جانتا ہوں اور حق سبحانہ سو کے سو خیالات سے باخبر ہے۔ ص ۵۵
شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے قلم سے یہ انفاں غیر متوقع معلوم ہوتے
ہیں۔ دل نہیں مانتا انہوں نے اس طرح کی انہونی باتیں رقم کی ہوں جو صریحاً
کذب بیانی کے ذیل میں آتی ہیں۔ شاہ صاحب تو ایک طرف رہے ایسے جھوٹ اور
گپوں کی امید تو ایک عام مسلمان سے بھی نہیں کی جاسکتی۔ ہم ایسی فضولیات کو نہیں
مانتے بلکہ حوالہ جات گزشتہ کی بنا پر شاہ صاحب کو بھی ان لغویات سے بری الذمہ
قرار دیتے ہیں۔ یہ سب مقلدین کی شرارتیں ہیں، وہی اس نوع کی تحریروں کے
ذمہ دار ہیں اور انہی کو ان سے دلچسپی ہے۔ ہمیں شاہ صاحب کی وہی باتیں پسند ہیں
اور صرف انہی باتوں کی وجہ سے ہمارے دل میں ان کا احترام ہے جو کتاب و سنت
کی تائید میں لکھی گئی ہیں غیر شرعی باتوں کو ہم ردی کی ٹوکری میں ڈالتے ہیں۔ یہ
بھی عرض کر دوں کہ اگر بغرض محال ان کی تحریروں میں کوئی اس قسم کی ہفوات
پائی گئی ہیں تو وہ ہمارے لئے حجت نہیں۔ ہمارے ہادی و مقتدر صرف اور صرف
محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ ہمیں نہ تو محدث دہلوی کو گالی دینے کی ضرورت ہے اور نہ ان کی تقلید کرنے کی۔ ہمارے لئے اس مسئلہ میں کوئی الجھن نہیں ہے۔

نیز اہل علم کو یہ بات معلوم ہے کہ آج سے ڈھائی تین سو سال پیشتر برصغیر پاک و ہند میں شرک و بدعت کا کافی زور تھا۔ ایسے میں ولی اللہی خاندانِ ظلمت میں نور بن کر چکا اور ان کی کوششوں سے توحید و سنت کو فروغ حاصل ہوا اور قرآن و حدیث کی تعلیم ہندو راج کھڑ کر سامنے آئی۔ ان کی کتابوں میں بالخصوص شاہ ولی اللہ کی کتابوں میں جو قابلِ اعتراض پائی جاتی ہیں ہو سکتا ہے وہ بتایا ہو ان کے آبائی مذہب کا۔ ان کی مثال اس شخص سے دی جاسکتی ہے جو سو آدمیوں کو قتل کر کے نیک لوگوں کی بستی کی طرف روانہ ہوا مگر منزل مقصود پر پہنچنے سے پہلے وہم توڑ گیا۔ اور جنت کے فرشتے اسے لینے آگئے۔ (صحیحین)۔ شاہ صاحبؒ اور ان کی اولاد نے اس زمانہ میں جو کام کیا غنیمت ہے۔ تقلیدِ آباء کا مت توڑنا معمولی کاوش نہیں ہے۔ کسے معلوم نہیں صرف قرآن پاک کا ترجمہ کرنے کی وجہ سے حضرت شاہ صاحبؒ پر کفر کا فتویٰ لگ گیا تھا۔ باتیں ماننا آسان ہوتی ہیں کام کرنا مشکل ہوتا ہے۔

جنگ کھید نہیں ہوندی زنا نیاں دی

کسی شخصیت کو حالات سے الگ کر کے سمجھنے کی کوشش کرنا مناسب نہیں۔ نیز وہ بہر حال انسان تھے ان میں کمزوریاں تھیں پیغمبروں سے ان کا موازنہ نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن معترضین سے ان کا مرتبہ بہر حال بہت بلند ہے۔

شاہ اسماعیل شہیدؒ :- انکے نزدیک شاہ اسماعیل شہید دہلویؒ بھی مشرک

ہیں کیونکہ ان کی عقلی بلکہ خوردبین نگاہوں نے ان میں بھی ایک شرکانہ بات تاڑ لی ہے انہوں نے اپنی شاہکار کتاب تقویۃ الایمان میں ایک مقام پر غلطی سے یہ لکھ دیا ہے کہ اگر کوئی یوں کہے یا اللہ! دے عبد القادر جیلانی کے واسطے تو جا ہے ساری کتاب جس میں توحید کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے اسے نظر انداز کر دیتا اور ایک فقرے کو لے کر رائی کا پہاڑ بنا دیتا کوئی ان سے سیکھے۔ حالانکہ تقویۃ الایمان میں شرک کی تمام اقسام بیان کی گئی ہیں اور نہایت تفصیل کے ساتھ ہر ہر قسم کی تردید کی گئی ہے۔ اس کتاب نے شرک و بدعت کی بنیادیں ہلا ڈالی تھیں۔ حامیان شرک و بدعت اس کتاب کو تقویۃ الایمان کی جائے تقویۃ الایمان اور مصنف کو شہید کی جائے قتل کہتے ہیں۔ ایسے عظیم مجاہد کو اگر عثمانی مشرک کہیں تو صد افسوس ہے۔ نہ جانے اس یادہ گوئی پر زمین پھٹ کیوں نہیں جاتی اور آسمان ٹوٹ کیوں نہیں پڑتا۔ میری روح لرز گئی اس وقت جب میں نے ایک عثمانی چھو کرے کو یہ کہتے سنا کہ شاہ اسماعیلؒ اور ابو جہل میں کیا فرق تھا؟ استغفر اللہ من ذالک۔ اتنا غضب تو بریلویوں نے بھی نہیں ڈھایا تھا احمد رضا خاں ان کے بارے میں لکھتے ہیں کہ وہ یزید کی طرح تھا اگر کوئی کافر کہے منع نہیں کریں گے اور خود کہیں گے نہیں۔ (ملفوظات: ص ۱۱۰)

سمجھ نہیں آتی کہ یہ عثمانی لوگ توحید کے علمبردار ہیں یا توحید کے دشمن۔ جس نے بھی دنیا میں توحید پھیلائی اور اس سلسلے میں انتظامی کام کیا یہ اس کے ویری ہیں ان کے عزائم ٹھیک نہیں معلوم ہوتے۔

تقویۃ الایمان و معرفۃ الارا کتاب ہے جس سے ہر صغیر پاک و ہند میں توحید و سنت کی لہر دوڑ گئی اور ایک نئے دور کا آغاز ہوا جس کے نتیجے میں آج محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

عثمنیوں کو بھی توحید توحید کی رٹ لگانے کی جرات ہوئی ہے۔

السابقون السابقون اولئك المقربون - (الواقعة)

اس کتاب کے بارے میں یہ بھی عرض کر دوں کہ مصنف مرحوم نے اسے اپنی زندگی کے آخری ایام یعنی ۱۲۴۰ء میں لکھا اور پھر جہاد میں مصروف رہ کر ۱۲۴۶ء میں شہادت پا گئے۔

صراط مستقیم :- صراط مستقیم نامی ایک کتاب سے بھی کچھ قابل اعتراض

حوالے دیئے جاتے ہیں۔ حالانکہ اسے شاہ اسماعیل شہیدؒ کی تصنیف کہنا ہی غلط ہے۔ وہ دراصل سید احمد شہیدؒ کے خیالات کی ترجمانی ہے۔ مولانا غلام رسولؒ مرتضیٰ تقویۃ الایمان کے مقدمہ میں لکھتے ہیں کہ ”صراط مستقیم کے چار باب ہیں صرف پہلا باب شاہ شہیدؒ کا لکھا ہوا ہے۔ مضامین سید احمد صاحب کے ہیں صرب اسلوب بیان شاہ اسماعیل صاحب کا ہے۔“

اس میں شک نہیں بعض الہمدیث علماء سے ایسی باتیں منقول ہیں جو مسلک الہمدیث سے مطابقت نہیں رکھتیں جن کا حوالہ دے کر رد یلوی علماء تک کہہ دیا کرتے ہیں دیکھو تمہارے فلاں عالم نے فلاں کتاب میں یوں لکھا ہے، ان چیزوں کا قائد عثمانی حضرات بھی اٹھا لیتے ہیں کیونکہ ان کا تو کام ہی یہی ہے۔

کرامات الہمدیث :- مثال کے طور پر ایک مختصر سا رسالہ بازار میں بچتا

ہے جس کا نام ہے ”کرامات الہمدیث“ بطور مصنف اس پر مولانا عبد المجید سوہدروی مرحوم کا نام درج ہے۔ اس میں کچھ ایسی باتیں ہیں جو عقائد الہمدیث کے خلاف ہیں، خاص طور پر جو یہ حکایت ہے کہ والی افغانستان امیر حبیب اللہ

حضرت محمد سلیمان منصور پوریؒ کو ساتھ لیکر سر ہند گئے۔ وہاں انہوں نے مجدد
کتابی سے راز و نیاز کی باتیں کیں۔ پھر صاحبِ قبر نے قاضی صاحب کا بھی ہاتھ
کرا اور ان سے بھی گفتگو کی۔

مولانا سوہدروی مرحومؒ کے خیالات سننے پڑھنے کا موقع ملتا رہا ہے
زندگی میں تو کبھی ان سے ایسی باتیں نہیں سنی تھیں نہ جانے یہ لطیفوں والی کتاب
انہوں نے کب لکھ دی۔

مولانا کے پوتے مولانا محمد اور لیس صاحب خطیب جامع مسجد الامجدیہ
بیل روڈ کوئٹہ سے مددہ نے رابطہ قائم کیا تو انہوں نے فرمایا:-

”میرا خیال ہے کہ اسے حضرت دادا جان مولانا عبد المجید صاحب
سوہدروی کے نام سے معاون مدیر حکیم سید محمود گیلانی یا کسی اور نے
شائع کیا ہو گا اور دادا جان مرحوم نے اسے معمولی جان کر کہ چند ورقہ
ہے اس کی پروف ریڈنگ نہ کی ہو گی۔“

اور اگر یہ واقعات ان کی تحریر ہے تو گستاخی معاف پھر یہ صحیح نہیں ہے۔
معلوم ہوتا ہے کہ مولانا نے صرف یہ ٹیٹ کر کے لئے کہ دلی الامجدیوں
میں بھی ہوئے ہیں اور ادھر ادھر سے رطب دیاس اکٹھا کر کے ایک مجموعہ شائع کر دیا
ہے اور تحقیق نہ کی کہ یہ واقعات سچے بھی ہیں یا نہیں۔ بالفرض مذکورہ واقعہ میں
صداقت کا کچھ شبہ ہو تو کہا جاسکتا ہے کہ وہ ہاتھ اور وہ آواز ممکن ہے کسی جن
بھوت کی ہو۔ کیونکہ منصور پوری صاحبؒ نے نہ تو مجدد صاحبؒ کا ہاتھ دیکھ رکھا
تھا اور نہ ان کی آواز کو پہچانتے تھے تو انہیں کیسے معلوم ہو گیا کہ یہ مجدد سر ہندی
ہیں۔ پہچانتے بھی ہوتے تو پھر بھی یقین سے نہیں کہا جاسکتا تھا کہ یہ وہی ہیں۔

کیونکہ شیاطین پیغمبروں کے سوا ہر شکل میں آسکتے ہیں۔

احساس کتری میں جلا ہو کر ہمیں کرامات بیان کرنے کی ضرورت نہیں اس کا مطلب یہ بھی نہیں کہ ہم کرامات کے منکر ہیں بلکہ میں تو یہاں تک کہوں گا کہ کرامات کا ظہور الہمدیوں سے ہی ہو سکتا ہے تاہم ہمارے نزدیک ولیوں سے کرامات کا ظہور ضروری نہیں اصل کرامت تقویٰ ہے نہ کہ خوارق۔ یہ کتاب لکھ کر مصنف نے مسلک کی خدمت نہیں کی بلکہ اسے ضعف پہنچایا ہے۔ یہ خالص بریلویانہ انداز ہے یہی وجہ ہے کہ اس کتاب میں بریلوی حضرات زیادہ دلچسپی لے رہے ہیں۔ اور وہی اسے چھاپتے ہیں میں بریلوی دوستوں سے پوچھتا ہوں کہ بھائی آپ اسے کیوں شائع کرتے ہیں۔ کیا آپ کے نزدیک یہ باتیں صحیح ہیں۔ اگر صحیح ہیں تو الہمدیوں کی ولایت ثابت ہونے سے آپ کا مذہب باطل اور دیوالیہ ہو گیا۔ اگر غلط ہیں۔۔۔ بھی آپ کا مذہب نہیں چتا کیونکہ آپ نے بھی مان لیا کہ ایسی باتیں لغو ہو کر تھیں ہیر۔۔۔ تو جو باتیں الہمدیٹ بزرگوں کے بارے میں صحیح نہیں ہو سکتیں وہ آپ کے مقبوضہ بزرگوں کے بارے میں کیسے صحیح ہو سکتی ہیں۔

۔ تیری زلف میں پہنچی تو حسن کملائی

وہی تیرگی جو میرے نامہ اعمال میں تھی

اس موقع پر مجھے ایک لطیفہ یاد آگیا ہے۔ کہتے ہیں کہ ایک عارفِ حقیم کا الہمدیٹ کسی حنفی مسجد میں نماز پڑھنے چلا گیا لوگوں کو نیت کے الفاظ پڑھتے دیکھا تو وہ بھی بولا چاہے رکعت نہ ملے فرض منہ طرف کعبہ کی، پیچھے اس امام کے، دائیں طرف معراج دین، بائیں طرف سرعہ دین۔ لوگ کہنے لگے کہ ارے ارے یہ کہاں لکھا ہے۔ اس نے جواب دیا جہاں باقی نیت لکھی ہے اسی صفحہ پر آگے یہ بھی محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اے۔ تو میرا خیال ہے کہ مولانا سوہدروی صاحب نے یہ کتاب لکھ کر دراصل
لوگوں سے خوش طبعی فرمائی ہے۔

یہ کتاب دیکھ کر عثمانی حضرات بھی بہت خوش ہوتے ہیں اور بغل میں
لے پھرتے ہیں جیسے انہوں نے ہماری کوئی کمزوری پکڑ لی ہو۔ معلوم ہوتا ہے
کہ بھی لوگوں کو ہمارے مذہب کی سمجھ ہی نہیں آئی۔ بھلا ہمیں کسی کے طعنے
سننے کی کیا ضرورت ہے ہماری صحت پر ان باتوں کا اثر نہیں۔ الہدیٰ کی کسی
مدد نہیں ہوتی۔ قدرت نے ان کی پوزیشن بڑی محفوظ اور مستحکم رکھی ہے۔ یہ
صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو جانتے ہیں فقط کتاب و سنت پر ان کا ایمان
ان میں کوئی نقص ہے تو بتلائیے۔

فارجع البصر هل ترى من فطور - ثم ارجع البصر

کرتین بنقلب اليك البصر خاسئا وهو حسير - (الملک) -

ظہار برأت :- ہم ہانگ دہل کہتے ہیں کہ اگر کسی الہدیٰ نے بھی کچھ

سچ شاپ لکھ دیا ہے تو وہ خود ذمہ دار ہے ہم اس سے برأت کا اظہار کرتے ہیں۔

من عمل صالحا فلنفسه ومن اساء فعليها - (حم سجدة :

(۴۶)

ہم علماء کی لغزشوں کو اپنا عقیدہ نہیں بناتے بلکہ رب العزت کی بارگاہ

سے ان کے لئے معافی چاہتے ہیں ہم اللہ تعالیٰ سے امید واثق رکھتے ہیں کہ وہ

توحید و سنت کے شیدائیوں کی لغزشیں معاف فرمائے گا انشاء اللہ العزیز۔

جس طرح ہم بزرگوں کے مقلد نہیں اسی طرح ہم ان کے دشمن بھی

نہیں۔ یہ ہماری ذمہ داری نہیں کہ گن گن کر اور نام لے لے کر مشرکوں کی لسٹ تیار کریں۔ یہ بات ہمارے ایمان میں داخل نہیں نہ یہ قرآن وحدیث کا انداز ہے۔ نہ ہم اس چیز کے مکلف ہیں کہ ہر زید و بحر کے بارے میں فیصلہ کرتے پھریں کہ کون مومن ہے کون کافر ہے، کون موحد ہے کون مشرک ہے، کون جنتی ہے اور کون دوزخی ہے۔ یہ اللہ کے اختیار میں ہے کہ اسے کس کا اسلام منظور ہے اور کس کا منظور نہیں ہے اور کس کا منظور نہیں ہے۔ وہ قیامت کے روز خود اس چیز کا فیصلہ فرمادے گا کسی کو کیا حق پہنچتا ہے کہ وہ یہ اختیار استعمال کر کے اللہ عالم الغیب کا شریک بن بیٹھے۔

اللہ يحكم بينهم يوم القيامة فيما كانوا فيه يختلفون ۔
(البقرة : ۱۱۳)

قرآن کی زبان میں پیغمبر تک نے یہ ارشاد فرمادیا کہ :

ما احدي ما يفعل بي ولا بكم ۔ (الاحقاف : ۹)

”میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ اور تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا۔“

ہم اتنی بات جانتے ہیں کہ جو شخص بھی اللہ تعالیٰ کی ذات یا صفات میں ذرہ برابر بھی شریک مانتا ہے یا مردوں سے مدد مانگتا ہے یا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی بات کو چھوڑ کر غیر کی بات کو حجت مانتا ہے وہ گمراہ ہے اور مشرک ہے۔ لیکن یہ نشاندہی کرنا کہ بزرگان دین میں سے کون کون مشرک تھا یہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے یا پھر عثمانی حضرات جانتے ہوں گے۔ ہم عاجز گنہگار خود کو اس فیصلے کے قابل نہیں پاتے اور اللہ تعالیٰ سے ہمیں قلب معافی کے خواستگار ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

سر اور جہنمی :- ذرا ان کا انداز ملاحظہ ہو :

ایک طرف قرآن، احادیث صحیحہ، اجماع صحابہؓ، امام ابو حنیفہؒ اور امام بخاریؒ کا یہ فیصلہ ہے کہ رُوح بدن سے نکلنے کے بعد مُردہ جسم میں قیامت سے پہلے واپس نہیں آسکتی اور نہ دنیاوی جسم سے اس کا تعلق ہی باقی رہتا ہے۔ یہ قبر کے مُردے بالکل مُردہ ہیں ان میں جان کی رمق تک نہیں ہوتی۔ دوسری طرف امام احمد بن حنبلؒ، ابن تیمیہؒ، ابن قیمؒ، ابن کثیرؒ اور ایک جم غفیر ہے جو مُردہ جسم میں قیامت سے پہلے رُوح کے واپس آجانے کا قائل اور اسی دنیاوی قبر میں مُردہ پر عذاب یا راحت کے سارے حالات کے گزرنے کا اقراری ہے۔ یہ دونوں عقیدے جو قرآن و حدیث کی تصدیق یا تکذیب کرتے ہیں ایک نہیں۔ ان میں زمین و آسمان کی دُوری اور ایمان و کفر کا فرق ہے۔ ایک کا ماننے والا بہر حال دوسرے کا کافر ہے۔ (عذاب مد زخ: ص ۲۶)

جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ نبی ﷺ سلام سنتے ہیں یا آپ پر درود و سلام پیش ہوتا ہے اس کے متعلق لکھتے ہیں کہ :

”اس پر نماز ہی کیا حج اور زکوٰۃ کچھ بھی فرض نہیں اگر اس پر کچھ فرض ہے تو وہ جہنم کی دہکتی ہوئی آگ“۔ (جل اللہ خاص نمبر: مجلہ نمبر ۳ ص ۴)

رحمۃ اللہ علیہ :- یہ کسی بزرگ کو رحمۃ اللہ تک کہنے کے روداد نہیں۔

صرف ہم اس وجہ سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مشرک کہنے کے برابر ہے۔ عام ملنے والوں کو السلام علیکم کہہ لیتے ہیں۔ بزرگوں کو رحمۃ اللہ علیہ کہنے سے گریزاں ہیں۔ حالانکہ یہ دونوں ایک جیسے دعائیہ کلمے ہیں بلکہ سلام کا مرتبہ رحمت سے زیادہ ہے۔ سلام نبیوں کے لئے استعمال ہوتا ہے جب زندوں کے لئے السلام علیکم کہنے سے پہلے یہ جانتا ضروری نہیں کہ مخاطب موحد خالص ہے یا نہیں تو مردوں کو رحمۃ اللہ علیہ کہنے سے پہلے یہ معلوم کرنا کیوں ضروری ہو گیا کہ وہ خاص قسم کا موحد ہو۔ کیا بس انہیں مردوں ہی سے دشمنی ہے؟ اوروں کیلئے (۷) لکھنے کی توفیق نہیں مگر عثمانی صاحب کے لئے جلی حروف میں رحمۃ اللہ علیہ لکھنا شروع کر دیا ہے۔ اگر رحمۃ اللہ علیہ کہنے کے لئے جنتی ہونا ضروری ہے تو کیا یہ عثمانی صاحب کو جنت میں دیکھ آئے ہیں یا ان کو الہام ہوا ہے کہ وہ جنتی ہیں یا ان کے پاس غیب کا علم ہے یا ان کے پاس اس چیز کا ثبوت ہے کہ ان کا خاتمہ یقیناً ایمان پر ہوا تھا۔ نبی ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک انسان جہنمیوں والے عمل کرتا ہے مگر ہوتا جنتی ہے اور ایک دوسرا شخص جنتیوں والے عمل کرتا ہے مگر ہوتا جہنمی ہے کیونکہ آخری اعمال معتبر ہوتے ہیں۔ (صحیحین)۔

بیان :- جن بزرگوں کو انہوں نے حوالوں کی حوالات میں ڈال رکھا ہے ان کے بارے میں کہتے رہتے ہیں کہ ہم انہیں اس وقت تک مشرک سمجھتے رہیں گے جب تک انکا تردیدی بیان ہمارے سامنے نہ آجائے کیونکہ قرآن مجید میں ہے کہ :

الَّذِينَ تَابُوا وَاصْلَحُوا وَبَيَّنَّا فَاوَلَنكَ اتُّوَجِّعُ عَلَيْهِمْ وَأَنَا

التَّوَّابُ الرَّحِيمُ - (البقرة : ۱۶۰)

”مگر جن لوگوں نے توبہ کی اور سچائی کی اور ان کی اصلاح ہو گئی تو کیا میں ان کی توبہ کو مستحکم دلائل و براہین سے مزین و متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہوں۔“

بھلا کوئی ان سے پوچھے کہ تم کب سے تھانے دار لگے ہوئے ہو اور جس کس نے ان کی تحقیقات کرنے کیلئے ریمانڈ دے رکھا ہے۔ میرے بھائی! وہ آپ سے معافی کی درخواست نہیں کرتے نہ انہیں آپ کے حضور اقبالِ میان دینے کی ضرورت ہے ان کا اللہ مالک ہے۔ رہائی کے لئے انہیں آپ سے سرٹیفکیٹ دینے کی ضرورت نہیں۔

تفسیر ابن کثیرؒ میں مختلف حوالوں سے لکھا ہے کہ سیدنا علیؑ فجر کی نماز ادا کیا ہے تھے کہ ایک خارجی نے انہیں دیکھ کر یہ آیت پڑھی :

لَنْ اَشْرَكَتَ لِيَحْبُطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ -
(النور: ۶۶)

”اگر تو نے شرک کیا تو تیرے عمل ضائع ہو جائیں گے اور تو نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔“

من کر آپؐ نے نماز ہی میں یہ آیت پڑھ ڈالی کہ :

فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَلَا يَسْتَخِفُّكَ الَّذِيْنَ لَا يُوقِنُوْنَ -
(روم : ۶)

”پس صبر کر! بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے اور نہ سبک کر دیں تجھے وہ لوگ جو یقین نہیں لاتے۔“

بینوا کا جو معنی عثمانیوں کی زبان پر چڑھا ہوا ہے وہ صحیح نہیں۔ یہ آیتیں یہود کے بارے میں نازل ہوئی تھیں اور اس کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ ستمانِ حق کرتے ہیں اور کتاب اللہ کو چھاتے ہیں ان کا فرض ہے کہ وہ اسے بیان کریں اور محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اس چیز کی تلافی کریں تب ان کی توبہ قبول ہوگی۔ جہاں تک ائمہ کرامؑ اور محدثین عظامؑ کا تعلق ہے کیا انہوں نے قرآن وحدیث سے کوئی شے چھپائی ہے۔ ان کی تو عمر گزر گئی یہی بیان کرتے: قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ - نیز معانی مانگنے کیلئے ضروری نہیں کہ وہ تحریری ہو اور سب کے سامنے ہو یہ اللہ اور بندے کے درمیان معاملہ ہے ہم اور آپؐ میں دخل دینے والے کون ہوتے ہیں۔

شُرک اور مشرک :- معصوم و تمحیص اس بارے میں تو ہو سکتی ہے کہ یہ کفر ہے یہ شرک ہے یہ بدعت ہے، فسق و فجور ہے، نفاق ہے مگر مسلمانوں کے بارے میں اس قسم کی ہرزہ رسانی کرنا کہ وہ کافر ہے، وہ مشرک ہے، وہ بدعتی ہے، وہ منافق ہے، وہ فاسق ہے، فاجر ہے، دوزخی ہے یہ غلط بات ہے اس سے نفا خراب ہوتی ہے۔ اشادِ ربانی ہے :

ادع الی سبیل ربک بالحکمة والموعظة الحسنة وجادلهم بالتي هي احسن - (النحل: ۱۲۵)

”اپنے رب کی راہ کی طرف بلا حکمت کے ساتھ اور اچھی نصیحت کے ساتھ اور عٹ کر ان سے پسندیدہ طریقے سے۔“

بلال حبشی رضی اللہ عنہ کا واسطہ خالص مشرکوں سے تھا وہ انہیں مکہ کی تہیتی ہوئی ریت پر لٹا کر مارا کرتے تھے تاہم ان کی زبان سے جو کلمہ نکلتا تھا وہ یہ نہیں تھا کہ ابو جہل مشرک ہے، ابو لہب مشرک ہے، عتبہ مشرک ہے، شیبہ مشرک ہے بلکہ یہ تھا کہ احد احد۔

جہنم کی فوج :- مزین، معصوم و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

شروع کر دی ہے اور انہیں جہنم رسید کرنا شروع کر دیا ہے جیسے جہنم کے داروغہ نے انہیں اپنی فوج میں بھرتی کر لیا ہو۔

صلح و اتحاد کی ضرورت :- مسلمانوں کے درمیان اتحاد و اتفاق اور صلح و آشتی قائم رکھنا اس قدر ضروری ہے کہ اس کیلئے جھوٹ تک بولنا جائز رکھا گیا ہے۔ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ليس الكذاب الذي يصلح بين الناس ويقول خير و ينمي خيرا - (صحيحین) -

”وہ جھوٹا نہیں ہے جو لوگوں کے درمیان صلح کرائے اور اچھی بات کہے اور اچھی بات پہنچائے۔“

داناؤں کا قول ہے :

دروغ مصلحت آمیز بہ ازراستی فتنہ انگیز

خلق نبوی ﷺ :- ارشاد نبوی ﷺ ہے :

اني لم ابعث لعانا وانما لبعثت رحمة - (مسلم)

”میں لعنت کرنے والا نہیں، رحمت ہمارے لئے بھیجا گیا ہوں۔“

نیز فرمایا :

لا تلعنوا بلعنة الله ولا بغضب الله ولا بجهم - (ابو داؤد ترمذی)

”کسی کو اللہ کی لعنت، اللہ کے غضب اور جہنم کے ساتھ بد و عانہ دو۔“

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ نجات کی کیا

صورت ہے؟ تو فرمایا کہ :

امك عليك لسانك ويسعك بيتك وابك على خطيتك -
(ترمذی)

”اپنی زبان کو قافہ میں رکھ۔ تیرا گھر تجھے کافی ہو اور رو اپنے گناہ پر۔“
جب گناہوں پہ بڑی اپنے نظر لگا ہوں میں کوئی بُرائہ رہا

مسلمان :- جو شخص بھی بظاہر اسلام قبول کر لے ہمیں اسے مسلمان سمجھنا چاہیے آگے اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے وہی اس کا مقام متعین فرما سکتا ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ ”مجھے حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے جماد کروں یہاں تک کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں۔ وہ یہ کام کر لیں تو انہوں نے مجھ سے اپنے خون اور مال کو محفوظ کر لیا سوائے اسلامی حق کے اور حساب ان کا اللہ پر ہے۔“ (عن ابن عمرؓ بخاری ص ۸)۔

مومن :- البتہ مومن کا لفظ بولنے میں احتیاط کرنی چاہیے کیونکہ اسلام کا تعلق ظاہر سے ہے اور ایمان کا تعلق باطن سے۔ قرآن پاک میں ہے :

قالت الاعراب امنا قل لم تؤمنوا ولكن قولوا اسلمنا ولما
بدخل الايمان في قلوبكم - (الحجرات : ۱۴)۔

”بدویوں نے کہا کہ ہم ایمان لائے۔ کہہ دیجئے کہ تم ایمان نہیں لائے بلکہ کہو کہ ہم نے اسلام قبول کیا کیونکہ ابھی ایمان تمہارے دلوں میں

داخل نہیں ہوا“
محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

نبی ﷺ کچھ مال تقسیم فرما رہے تھے کہ سیدنا سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ فلاں کو بھی واللہ وہ مجھے مومن نظر آتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا مسلمان۔ (بخاری ص ۹)

اس سے معلوم ہوا کہ ہر کس و ناکس کو نہ تو مومن کہنے کی دلیری کرنی چاہیے اور نہ مسلمان سمجھنے میں دل چھوٹا کرنا چاہیے اس کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ لفظ اسلام بولنا بھڑ ہے اس لئے کہ وہ ظاہر سے معلوم ہے ایمان اندرونی معاملہ ہے جسے سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا۔

کفر کفر میں فرق ہے :- نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا :

مباب المسلم فسوق و قتاله کفر۔ (مسلم ج ۱ ص ۵۸)۔
”مسلمان کو کالی دینا فسق اور اس سے لڑنا کفر ہے۔“

نیز فرمایا کہ :

لا ترجوا بعدي كفارا يضرت بعضكم رقاب بعض۔ (ایضاً)
”میرے بعد کافر نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔“

قرآن پاک میں ہے :

”جو کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے اس کی جزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اس پر اللہ کا غضب ہو اور اس پر اس کی لعنت ہوئی اور اس نے اس کے لئے عذاب عظیم تیار کیا۔ (النساء : ۹۳)۔“

ان حوالہ جات کے مطابق کفر اور جہنم کا فتویٰ نہایت نازک صورت

اختیار کر جاتا ہے مگر جلد بازی سے پہلے اس آیت کو بھی مد نظر رکھنا چاہیے کہ :

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

وان طائفتان من المؤمنین اقتلوا۔ الآیۃ (الحجرات : ۱۹)۔

”اگر مومنوں کی دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں۔“

معلوم ہوا کہ مسلمان آپس میں لڑ پڑیں تو دائرہ اسلام سے نہیں نکل جاتے اسی لئے امام طہارٹی نے باب باندھا ہے کفر دون کفر (ص ۹) یعنی کفر کفر میں فرق ہوتا ہے۔ یعنی ایک کفر وہ ہوتا ہے جس سے انسان خارج عن الاسلام ہو جاتا ہے اور ایک کفر کو ہم گناہ کبیرہ کہہ سکتے ہیں۔ علامہ نوویؒ فرماتے ہیں :

ان الکفر قد يطلق علی غیر الکفر۔ (بحوالہ حاشیہ بخاری

ص ۹)۔

”کفر کا اطلاق کبھی کفر کے علاوہ پر بھی ہوتا ہے۔“

حافظ ابن قیمؒ فرماتے ہیں :

”اس قسم کے کفر سے انسان مذہب و ملت سے کلیہً خارج نہیں ہو جاتا

جیسے زانی، شرابی اور چور اسلام سے نکل نہیں جاتے البتہ وہ مومن

کہلانے کے بھی حقدار نہیں رہتے۔ (کتاب الصلوٰۃ ص ۸۹)۔

احتیاط :- کافر کہنے میں کس قدر احتیاط کی ضرورت ہے اندازہ فرمائیے کہ

ایک لڑائی کے دوران میں کئی مسلمانوں کا ایک مشرک قاتل سیدنا اسماء رضی

اللہ عنہ کی تلوار کی زد میں آگیا۔ اس نے فوراً کلمہ پڑھ لیا لیکن سیدنا اسماء رضی اللہ

عنہ نے یہ سمجھ کر اسے مار ڈالا کہ اس نے جان چھانے کے لئے ایسا کیا ہے۔ نبی

ﷺ ان پر شدید خفا ہوئے اور فرمایا کیا تو نے اس کا دل چیر کر دیکھا تھا؟ تمہارے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

پاس اس کے لا الہ الا اللہ کا کیا جواب ہے؟ (مسلم ج ۱ ص ۶۸)۔

قرآن مجید میں بھی ہے :

ولا تقولوا لمن القى اليكم السلام لست مؤمنا - (النساء :

۹۴)

”اور جو تمہاری طرف سلام ڈالے اسے یہ نہ کہو کہ تو مسلمان نہیں

ہے۔“

قرآن پاک میں ہے :

ان المنافقين في الدرك الاسفل من النار - (النساء : ۴۵)

”منافقین آگ کے سب سے نچلے درجے میں ہوں گے۔“

نبی ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ منافق کی تین علامتیں ہیں۔ بات کرے

تو جھوٹ بولے، وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے اور لمانت میں خیانت کرے۔
(صحیحین)۔

کیا عثمانی صاحبان کا ضمیر ان دونوں قسم کی منافقتوں کو یکساں سمجھنے کے

لئے تیار ہے۔ ثمت ہوا کہ کسی کا کافریا منافق ہونا اور بات ہے اور کسی کے پچ میں
کفر و نفاق کی کوئی صفت ہونا اور بات ہے۔ ضروری نہیں کہ کسی میں کفر و نفاق کی
کوئی صفت ہو اور وہ در حقیقت کافر و منافق بھی ہو۔

نبی ﷺ نے سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی ایک بات سے ناراض

ہو کر فرمایا کہ :

انك امرؤ فیک جاهلیة (بخاری ص ۸۹۴)۔

”تجھ میں جاہلیت ہے۔“

محکم دلائل و براہین سے مؤین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کیا آپ کہہ سکتے ہیں کہ ابوذر رضی اللہ عنہ جاہل تھے؟

منطقی کفر :- ارشاد نبوی ﷺ ہے :

من ترك الصلوة متعمداً فقد كفر -

”جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑی اس نے کفر کیا۔“

فرمایا :

بين العبد وبين الكفر ترك الصلاة (مسلم)

”ترک نماز کفر ہے۔“

اور فرمایا کہ :

لا صلوة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب - (صحیحین)

”جس نے فاتحہ نہ پڑھی اس کی نماز نہیں۔“

اگر منطقی انداز اختیار کیا جائے اور کہا جائے کہ جس نے نماز میں فاتحہ نہ

پڑھی اس نے نماز نہ پڑھی اور جس نے نماز نہ پڑھی وہ کافر ہو گیا۔

اب حضرت امام ابو حنیفہؒ سے لے کر اب تک کے تمام حنفی مقلدین

حالیہ اقداء میں سورۃ فاتحہ نہیں پڑھتے لہذا ان کی نماز نہیں اور جب ان کی نماز

نہیں تو لازمًا سب کافر ہوئے۔ (معاذ اللہ)۔

کیا حنفی حضرات کو اس منطقی انداز کفر سے اتفاق ہے؟

ایک شخص نے خود کشی کر لی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے اس پر جنت

حرام کر دی۔ (بخاری ص ۱۸۲)۔

معلوم ہے کہ جنت صرف کافروں اور مشرکوں پر ہی حرام ہے مسلمان

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

جلد یلید یر جنت میں داخل ہو ہی جائیں گے۔

ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ خود کشی کرنے والا کافر ہے لہذا اس کا جنازہ جائز نہیں ہونا چاہیے مگر علامہ نوویؒ فرماتے ہیں: حسن محض، قنّادہ، مالک، ابو حنیفہ، شافعیؒ اور جمہور علماء کا یہ قول ہے کہ اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔ (شرح مسلم حوالہ تھہ۔ الاحوذی ج ۲ ص ۱۶۱)۔

معلوم ہوا کہ ان سب ائمہ کے نزدیک وہ مسلمان ہے۔ قرآن مجید میں ہے کہ اللہ تعالیٰ شرک کو نہیں چھے گا۔ نبی ﷺ نے ریاکاری اور بد شکونی کو بھی شرک قرار دیا ہے اور یہ سب کے نزدیک قابلِ حش ہے ظاہر ہے کہ یہ بھی بہت بڑا تعارض ہے۔ اب ان تعرضات کو آپ کیسے رفع فرمائیں گے۔ اس قسم کی بیسیوں مثالیں دی جا سکتی ہیں۔

یہ بھی مشرک :- عثمانی مذہب کے مطابق مشرکین کی قبرست اس وقت تک مکمل نہ جائے گی جب تک کہ کچھ نور لوگوں کو بھی اس کی لپیٹ میں نہ لے لیا جائے ان کرم فرماؤں کے تیر نظر سے گھائل ہونے والوں کے کچھ حریف اعداؤں پر ملاحظہ ہوں۔

تعویذ :- ان کے نزدیک تعویذ کرنے کرانے والے بھی بلا استثناء سب مشرک ہیں۔ اس لئے کہ مسند احمد میں روایت آتی ہے کہ جس نے تعویذ لکھیا اس نے شرک کیا۔

بات یہ ہے کہ اس قسم کی احادیث مسند احمد، بود لودیا تفسیر ابن کثیرؒ میں آتی ہیں اور یہ سب ان کے نزدیک مشرک ہیں۔ کہا مشرکوں کی جان کی ہوئی محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

حدیثوں پر اعتبار کرنا اور ان سے استدلال کرنا شرک نہیں۔ تعویذوں کے سلسلہ میں عرض کر دوں کہ اگر ان میں غیر اللہ سے استدعا کی گئی ہو تو ان کے شرک ہونے میں شبہ نہیں اور اگر اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کی گئی ہو یا اس میں قرآنی آیات لکھی ہوں تو ایسے تعویذوں کو بھی حدیثوں کے اطلاق کی بناء پر (روحانی عاملوں کی علی الرغم) شرک کہا جائے گا۔ بلکہ دیگر مفسد کی بناء پر اور بھی بہت کچھ کہا جاسکتا ہے۔ تاہم یہ وہ شرک نہیں جس سے انسان خارج عن الاسلام ہو جائے اگر اس طرح لوگ مشرک بننے لگیں تو شرک کی تلوار سے کوئی نہیں بچ سکے گا مثلاً پہلے جمنڈا کر آچکا ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ :

ان يسيرا الرياء شرك - (ابن ماجہ)

”ذرا سی ریاکاری بھی شرک ہے۔“

اس شرک سے شاید ہی کوئی محفوظ رہتا ہو فرمایا :

الطيرة شرك - (ابوداؤد)

”بدھگوئی شرک ہے۔“

یہ کمزوری بھی کس میں نہیں پاجاتی؟ قرآن مجید میں ہے کہ

المن اتخذ الهه هواه (الفرقان: ۴۳) -

”کیا پس جس نے اپنی خواہش کو اپنا معبود بنالیا۔“

اپنی خواہش کو معبود کس نے شمس و ملا؟ فرمایا :

واقيموا الصلوة ولا تكونوا من المشركين - (الروم: ۳۱)

”اور نماز قائم کرو اور مشرکوں سے نہ ہو جاؤ۔“

نماز کا تو خیر ہر ایک نہیں اقامت نماز کا مجرم کون نہیں ہے۔ اللہ شاء اللہ
محکم دلائل و براہین کے حریز، معوج و مفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ﷺ نے ترک نماز کو کفر و شرک فرمایا ہے۔ (مسلم ۶۱) کیا نمازوں کا تارک
ایک نماز کا تارک بھی واقعی کافر و شرک ہے۔ یہ سوچنے کی بات ہے۔

عثمن صاحب کا مذہب :- اصل بات یہ ہے کہ ایک خفیف قسم کا
ک ہو تا ہے جسے نبی ﷺ نے لہن ماجہ کی ایک روایت کے مطابق شرک خفی یا
احمد کی روایت کے مطابق شرک اصغر قرار دیا ہے۔ یہ گناہ تو بیشک ہوتا ہے
شرک بھی کہہ سکتے ہیں تو ایسا شرک نہیں جس سے انسان اسلام سے ہاتھ
برہنہ وہ اللہ کے نزدیک مسلمان ہوتا ہے گو اسے عثمانوں کے نزدیک مسلمان
نہیں ہونا چاہیے اس فرق کو ملحوظ نہ رکھنے کی وجہ کیپٹن صاحب کا مذہب وجود میں آیا
یہ غلط بحث ہی ان کے عقائد باطلہ کی جیادہ ہے۔

جمہوریت :- جمہوریت کے بارے میں عثمانی صاحب کی کوئی تحریر میری
سیر سے نہیں گزری۔ البتہ ان کے مریدوں کی زبانی معلوم ہوتا ہے کہ ان کے
تو یک ووٹ ڈالنا بھی شرک ہے۔ اس مسئلہ میں اصلاح کی واقعی بہت گنجائش ہے
کوئی اس کا نعم البدل نظام مل جائے تو ہمیں اسے قبول کر کے بہت خوشی ہوگی
ہم یہ آمریت ہے بہر حال بھڑ ہے اسے شرک کہنا تو ایسے ہی ہے جیسے
تارک جیوں کا تحکیم کو کفر کہنا۔ اگر اللہ تعالیٰ کی تافرمانی نہ ہوتی ہو تو جمہوریت کو
لےنے کی چنداں ضرورت نہیں مسلمانوں کا امیر اللہ کی کسی تازہ وحی کے ساتھ
نہیں بلکہ وشاورہم فی الامر کے تحت بندوں کی آراء ہی سے منتخب ہوتا ہے۔
یہ ٹھیک ہے کہ ہر کس ونا کس کو حق رائے دہی نہیں ملنا چاہیے یہ نہایت غلط طریق
کار ہے یہ گدھے اور گھوڑے کو برابر سمجھ لینے سے بھی بڑا ظلم ہے اس طوفان
محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بد تمیزی سے ملک میں کسی صالح انقلاب کی توقع نہیں کی جاسکتی۔ آپ اس جمہوریت کو جتنا بُرا سمجھتے ہیں میں اسے اس سے بھی زیادہ بُرا سمجھتا ہوں میرے نزدیک یقیناً اصحابِ رائے اور نمازی اور پرہیزگار قسم کے مسلمان ہی دوشنگ کے اہل ہونا چاہئیں مگر یہ بھی تو ایک محدود قسم کی جمہوریت ہی ہے۔ جمہوریت اگر شرک ہے تو کیا شرک ذرا سا جائز ہے۔

نیز عرض ہے کہ یہ ملک ووٹ سے بنا ہے اور ووٹ ہی سے اس کا نظام قائم ہے۔ اگر ووٹ لینا دینا شرک ہے تو اس شرکانہ ماحول میں رہنے کی جائے عثمانیوں کو ایسی جگہ تشریف لے جانا چاہیے جہاں ان کے مسلک کا نظام قائم ہو۔ ایسا نظام قائم ہو جو عثمانی صاحب نے قبول کے طور پر پیش کیا ہو۔

لَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِيهَا - (النساء : ۹۷)۔

”کیا اللہ تعالیٰ کی زمین وسیع نہیں تھی کہ تم ہجرت کر جاتے۔“

حضرت ن۔ ایسے لگتا ہے جیسے انیس شرک کا مالک لیا ہوا گیا ہو انیس لفظ شرک کی بولنے لگی ہے۔ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کو حضور یا حضرت کہا بھی شرک ہے کیونکہ اس کے معنی حاضر ہونے کے ہوتے ہیں بابل کی کھال امداد اسی کو کہتے ہیں۔ جو لوگ نبی ﷺ کو حاضر و ناظر سمجھتے ہیں وہ ان الفاظ پر گزارہ نہیں کرتے۔ ان الفاظ کی حیثیت نقطہ تعظیم کی سی ہے۔ حاضر و غائب دونوں کے لئے ان کا استعمال شائع و ذائع ہے یہ الفاظ لوگ ان شخصیات کے لئے بھی بول لیتے ہیں جن کسی کے نزدیک بھی حاضر و ناظر نہیں اور اہلحدیث بھی بولتے ہیں جن کا یہ مسلک ہی نہیں۔ بلکہ عثمانی صاحب بھی بولتے ہیں جنہیں اپنی توحید کا بہت غرہ ہے۔ مثلاً

توحید خالص میں ہے شمار جبکہ پر انہوں نے بزرگوں کے لئے حضرت کا لفظ بھکم خود استعمال کیا ہے۔

اگر کہا جائے چونکہ لوگ ایسا لکھتے ہیں اس لئے انہوں نے بھی طرہ ایسا بدل خواستہ لکھ دیا ہے تو میں کہتا ہوں کہ لوگ تو پھر ساتھ رحمۃ اللہ علیہ بھی لکھتے ہیں یہ تو نہیں انہوں نے لکھا۔

البتہ ان کی تحریروں میں نبی ﷺ کے لئے مجھے حضرت یا حضور کا لفظ دکھائی نہیں دیا اس سے پہلے مجھے اندازہ نہیں تھا کہ نبی ﷺ کے ساتھ ان کی ملاوت یہاں تک بڑھی ہوئی ہے اور ان کا کوراہن یہاں تک ترقی کر گیا ہوا ہے۔

نیز گزارش ہے کہ اگر حضور یا حضرت کے لفظ سے حاضر سمجھا جاسکتا ہے تو زمانہ حال کے مصیحوں سے حیات بھی سمجھی جائیے مگر عثمانی صاحب کو اس سے بھی کوئی پرہیز نہیں ہے در بلخ ایسے الفاظ لکھ دیتے ہیں جن میں زمانہ حال کا پایا جاتا ہے جیسے توحید خالص ج ۱ میں فرمایا کہ خواجہ معین الدین چشتی لکھتے ہیں ص ۲۔ علی جویری لکھتے ہیں ص ۱۰۔ حضرت علی جویری فرماتے ہیں ص ۲۳۔ (مجدد الف ثانی) ارشاد فرماتے ہیں ص ۳۸۔ ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں ص ۲۲ وغیرہ۔

مگر نبی ﷺ کے لئے ایسے صیغے استعمال نہیں کئے۔ اس بحث سے یہی نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ عثمانی صاحب کے نزدیک اور بزرگ تو سب زندہ بھی ہیں اور حاضر بھی ہیں۔ صرف نبی ﷺ فوت ہو گئے ہیں کیا یہ شرک نہیں بلکہ گستاخی بھی نہیں۔

اس مشکل کا حل بھی خود عثمانی صاحب کی ایک تحریر سے ہی ہمیں مل

جاتا ہے۔ جو لوگ السلام علیکم یا اہل القبور سے مردوں کی زندگی پر استدلال کرتے ہیں انہیں عثمانی صاحب یوں جواب دیتے ہیں :

یہ سب عربی زبان سے ناواقفیت کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ عربی دان جانتا ہے کہ یہاں یا سے خطاب مراد نہیں بلکہ دعا مراد ہے۔ (یہ مزار یہ میلے۔ ص ۱۹)
اسی طرح میں کہتا ہوں کہ حضور والا! یہ حضرت والا اعتراض بھی اردو زبان سے ناواقفیت کا نتیجہ ہے۔ نیز سب نمازی التحیات میں یہ پڑھتے ہیں :
السلام علیک ایہا النبی (صحیحین) حالانکہ آپ ﷺ بالیقین حاضر نہیں ہیں۔

آپ نے چاند دیکھنے کی یہ دعاء ارشاد فرمائی :

اللہم اہلہ علینا بالامن والایمان والسلامۃ والاسلام ربی وربک اللہ (ترمذی)۔

”یا اللہ! اس چاند کو امن، ایمان، سلامتی اور اسلام کے ساتھ ہمارے اوپر طلوع فرما۔ (اے چاند!) میرا اور تیرا رب اللہ تعالیٰ ہے۔“

چاند دکھائی ضرور دیتا ہے مگر حاضر نہیں ہے نہ وہ خطاب کے قابل کوئی چیز ہے۔

اس قسم کے اعتراضات سے نہ صرف عثمانی اپنے مسلک کو نقصان پہنچاتے ہیں بلکہ ہمارے لئے بھی مشکل پیدا کرتے ہیں حاضر و ناظر کا عقیدہ رکھنے والے کہہ سکتے ہیں کہ جب آپ کے اپنے بقول صرف لفظ حضرت سے حاضری ثابت ہو سکتی ہے تو السلام علیکم یا اہل القبور یا السلام علیک ایہا

نہیں بھی فارغ کیجئے :- اگر عثمانی فرقہ نے سلف صالحین کو اسلام سے نکال باہر کرنے کا فیصلہ کر ہی لیا ہے تو گزارش ہے کہ پھر شرک ہی ایسی چیز نہیں جو مخرج عن الاسلام ہو اور بھی بہت کچھ ہے جس کی مدد سے جو بچے کچھ لوگ رہ گئے ہیں انہیں بھی اسلام سے فارغ کیا جاسکتا ہے۔ ابلیس شرک کر کے کافر نہیں رہا تھا بلکہ فرمایا :

ایہی واستکبر وکان من الکافرین - (البقرة : ۳۴)

”اس نے انکار کیا اور تکبر کیا اور کافروں میں سے ہو گیا۔“

ﷺ نے ارشاد فرمایا :

من عصانی فقد ابى - (بخاری)

”جس نے میری نافرمانی کی اس نے ”ابا“ یعنی انکار کیا۔“

نیز فرمایا کہ جس کے دل میں رائی برابر تکبر ہو گا وہ جنت میں نہیں جائے

۔ (مسلم)

معلوم ہوا کہ جس کے دل میں رائی برابر کبر ہے اس کے دل میں رائی

بدر ایمان نہیں۔

اب جو خطائیں ابلیس کے کافر ہونے کا باعث بنی تھیں یعنی ”ابا“ اور

”کبر“ ان سے کون مسلمان محفوظ رہ گیا ہے؟ نافرمانی سے تو ہمارے اور آپ کے

باپ بھی نہیں بچ سکے تھے۔

عصی آدم ربہ لغوی - (طہ : ۱۲۱)

”نافرمانی کی آدم نے جس بھوک گیا“

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

قرآن مجید میں صاف آتا ہے کہ :

اطيعوا الله والرسول فان تولوا فان الله لا يحب الكافرين -
(آل عمران : ۳۲)

”اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو پیغمبر کی..... اگر وہ پھر
جائیں تو اللہ تعالیٰ کافروں سے محبت نہیں کرتا۔“

معلوم ہوا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت نہ کرنے والے
کافر ہیں۔ سیدنا عمر اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہما جمعہ کے قائل نہیں تھے جو کہ
قرآن وحدیث کا مسئلہ ہے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک گدھا حرام
نہیں تھا۔ امام مالکؒ سے ایک جواز کا قول ملتا ہے۔ (نووی ج ۲ ص ۴۱۹)۔

عبداللہ بن مسعودؓ، عبداللہ بن عباسؓ اور جابر بن عبداللہؓ کے متعلق آتا
ہے کہ وہ جمعہ کے قائل تھے۔ (مسلم ج ۲ ص ۴۵۰)

سیدنا عثمانؓ، علیؓ، زبیرؓ، طلحہؓ، ابی بن کعبؓ اور امام بخاری صرف دخول
سے غسل واجب نہیں جانتے تھے۔ (بخاری ص ۴۳)۔

عبداللہ بن مسعودؓ معوذتین کو قرآن کا حصہ نہیں مانتے تھے۔ وہ رکوع
میں دونوں ہاتھ جوڑ کر گھٹنوں کے درمیان رکھتے تھے۔ (مسلم ج ۱ ص ۲۰۲)۔

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما عورتوں کے لئے ریشم کا استعمال جائز
نہیں جانتے تھے۔ (مسلم ج ۱ ص ۱۹۱)۔

حضرت عائشہؓ اور حضرت معاویہؓ معراج جسمانی کے قائل نہیں تھے۔
(تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۲۳)۔

محکم دلائل اور براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ہر خلاف شرع لغزش پر فتویٰ لگانا شروع کر دیا جائے تو ”مشرکین“ کی طرح کافروں کی فہرست بھی بہت طویل ہو جائے گی۔ اگر کافر بنانا جائز نہیں تو شرک بنانا کیوں جائز ہے، اگر وہ جائز ہے تو یہ جائز کیوں نہیں؟

امام ابو حنیفہؒ کے اکثر اقوال خلاف شرع ہیں تبھی صاحبینؒ نے تین فقہائی مسائل میں ان سے اختلاف کرنے کی ضرورت محسوس کی ہے۔ (در مختار)

(۱) ان دونوں پارٹیوں میں سے کس کو کافر کو گے؟ امام صاحب کے نزدیک مدت رضاعت ڈھائی سال ہے۔ (ہدایہ کتاب الرضاع) جو قرآن کے موتر خلاف ہے انکے نزدیک حلالہ کی کاروائی مؤثر ہے۔ (ہدایہ ج ۱ ص ۷۶ ص ۷۷) کہ عند الشرع لعنہوں والا کام ہے۔

ان کے نزدیک ماں بہن سے نکاح کر کے صحبت کرنے پر حد نہیں۔ (ہدایہ ص ۴۹۰) ان کے نزدیک گھر میں نقب لگا کر ہاتھ اندر داخل کر کے کوئی کچھ نکال لے تو قطعید نہیں۔ (ہدایہ ص ۵۱۹)۔ ان کے نزدیک شراب کی بہت سی قسمیں حلال ہیں۔ (کتاب الاشریہ، ہدایہ)

لگائے فتویٰ کیونکہ قرآن مجید میں ہے :

ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الکافرون - (مائدة :

۴۴)

”اور جو نہ حکم کریں اس چیز کے ساتھ جو اتاری اللہ تعالیٰ نے پس وہ کافر ہیں۔“

ﷺ سے مروی ہیں تو سب سے پہلے آپ ﷺ پر فتویٰ لگنا چاہیے۔ (معاذ اللہ) تاکہ خارجیوں والی سنت پر پورا عمل ہو جائے بلکہ اللہ تعالیٰ پر بھی لگنا چاہیے جس نے نبی ﷺ کو پیغمبر بنایا اور یہ آیت نازل فرمادی :

ان الله يسمع من يشاء -

”اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے سنا دیتا ہے۔“

کیونکہ میت کے بارے میں اگر سن لینے کا عقیدہ رکھنا ہی شرک ہے تو شرک ایک منٹ کیلئے بھی جائز نہیں اور کسی کیلئے بھی جائز نہیں۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ :

من رغب عن سنني فليس مني : (بخاری ص ۷۵۷)

جس نے میری سنت سے منہ موڑا وہ مجھ سے نہیں۔“

اب مثلاً جن دوستوں کی داڑھیاں نہیں ہیں یا ہیں تو سہی مگر سنت کے مطابق نہیں، انہیں امت محمدیہ (یا کم از کم اپنی جماعت) سے خارج کر دیجئے۔ قرآن مجید میں ہے کہ :

احل الله البيع وحرم الربا - (بقرہ : ۲۷۵)

اللہ تعالیٰ نے تجارت کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام کیا ہے۔“

مگر جو ان دیکھوں میں نوکریاں کرتے ہیں میں حیران ہوں ان کے لئے عثمانیوں میں گنجائش کیسے نکل آئی جب کہ سودی کاروبار کرنے والوں کے خلاف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (ﷺ) کا اعلان جنگ ہے۔ (بقرہ : ۲۷۹) ان کے مذہب کی مجھے سمجھ نہیں آئی۔ کسی سرچیر کا پتہ نہیں چلا۔ یہ کیا تک ہے جو یہ کہے محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ کے

پچھے نماز ناجائز ہو جاتی ہے اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے کھلی جنگ لڑنے والوں کو سینے سے لگا کر اپنے گروہ میں شامل کر لیتے ہیں حالانکہ سود کی کمائی بالاتفاق حرام ہے اور اسے جائز سمجھنا جماع مسلمین کفر ہے۔

بعد نماز دعا :- اہل حدیثوں سے یارانہ توڑ کر جدا ہو جانے والے عثمانیوں

کو ہم سے کچھ اور بھی شکایات ہیں مثلاً یہ کہ ہم نمازوں کے بعد باجماعت ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے ہیں اس پر بڑی فتویٰ بازی اور لے دے ہوتی رہتی ہے۔ یار لوگوں نے اسے بھی زندگی موت کا مسئلہ بنا رکھا ہے ان کا دعویٰ ہے کہ نبی ﷺ نے نماز استسقاء کی علاوہ کسی نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا نہیں مانگی۔ لاریب کہ اس صورت خاص کی پابندی کے بارے میں کوئی صحیح حدیث نظر سے نہیں گزری البتہ اتنا مروی ہے کہ نبی ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ کوئی دعا زیادہ قبول ہوتی ہے تو فرمایا: جوف الليل الاخر ودبر الصلوات المكتوبات - (ترمذی) ”رات کے پچھلے حصے میں اور فرضی نمازوں کے بعد“۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ نماز کے بعد دعا مانگنا سنت ہے اور قبولیت کا وقت ہے تو آگے سنئے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ :

ما من عبد يرفع يديه حتى يبدو بياض ابطه يسأل الله

مسئله الا اتاها اياه ما لم يعجل - (عن ابي هريرة . ترمذی .

ابواب الداعوات)

”جو بندہ بھی ہاتھ اوپر اٹھا کر اللہ تعالیٰ سے کوئی بھی سوال (مسئلہ)

کرے اللہ تعالیٰ اس کی مراد پوری کرتا ہے بشرطیکہ جلد بازی نہ محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کرے۔“

لفظ مسئلہ کی عمومیت سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہو گیا کہ استسقاء کے علاوہ بھی کبھی کسی دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے جاسکتے ہیں۔ سورج گرہن کے موقع پر بھی ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز میں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی۔“ (عن عبد الرحمن بن سمرہ مسلم ج ۱ ص ۲۹۹)۔

آپ ﷺ نے جنت البقیع میں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی۔ (عن عائشہؓ مسلم ج ۱ ص ۳۱۳)۔

فتح مکہ کے موقع پر کوہ صفا پر چڑھ کر آپ نے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی۔ (عن ابی ہریرۃ، مسلم ج ۲ ص ۱۰۳)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جمر تین کے پاس ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی اور کہا کہ میں نے نبی ﷺ کو یونہی دیکھا ہے۔ (بخاری ص ۲۳۶)۔

ایک دفعہ نبی ﷺ ہاتھ اٹھا کر اللھم امتی کہہ کر رونے لگے۔ (عن عبداللہ بن عمرو بن عاص۔ مسلم)۔

ایک مرحوم و مغفور صحابی کے لئے ہاتھ اٹھا کر فرمایا کہ: اللھم ولیدیہ فاغفر۔ (عن جابر مسلم) ”یا اللہ اس کے ہاتھوں کو بھی بخش دے۔“

اس طرح کے بے شمار واقعات ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ عموماً دعا کے لئے ہاتھ اٹھا لیا کرتے تھے۔ صحابہ کرام جو ہر ضروری اور غیر ضروری باتوں میں آپ کی اتباع کرنے والے تھے کیا خیال ہے کہ وہ ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہے ہوں گے۔

صحیح بخاری کتاب الجمعہ میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے حدیث آتی ہے
محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کہ دورانِ خطبہ جمعہ میں ایک اعرابی نے بارش کے لئے دعا کی درخواست کی تو آپ نے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی جو قبول ہوئی۔ اگلے جمعہ کو پھر دورانِ خطبہ میں اسی اعرابی یا کسی اور شخص نے بارش بد کرانے کے لئے دعا کی درخواست کی تو پھر ہاتھ اٹھا کر دعا کی جو قبول ہوئی۔ (ص ۱۷۷)۔

اس سے بھی معلوم ہوا کہ نماز استسقاء کے علاوہ بھی دعا کے لئے ہاتھوں کو اٹھایا جاسکتا ہے نہ صرف بارش مانگنے کے لئے بلکہ اس کے برعکس بارش رکوانے کے لئے بھی۔

نیز بخاری شریف کی ایک دوسری روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ دعا اجتماعی طور پر مانگی گئی تھی صحابہ کرام بھی ہاتھ اٹھا کر اس دعا میں شامل ہوئے تھے۔ (ص ۱۲۰)

نبی ﷺ فرماتے ہیں کہ تمہارا رب حیادار اور کریم ہے جب بندہ اس کے سامنے ہاتھ اٹھائے تو انہیں خالی لوٹاتے ہوئے اسے شرم آتی ہے۔ (عن سلیمان ترمذی)

فرمایا جب اللہ تعالیٰ سے مانگو تو سیدھے ہاتھوں کے ساتھ مانگو، اٹے ہاتھوں سے نہیں۔ (عن مالک بن یسار، ابو داؤد)۔

رہ گئی وہ حدیث جو انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے صحیحین میں مروی ہے :

كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي شَيْءٍ مِنْ دَعَائِهِ إِلَّا فِي

الاستسقاء وانه يرفع يديه حتى يری بياض ابطیه۔

”نبی ﷺ صرف استسقاء کے موقع پر ہاتھ اٹھاتے تھے اور اتنا اٹھاتے

تھے کہ بغلوں کی سفیدی نظر آجاتی“۔

تو اس کا جواب اس حدیث کے الفاظ میں موجود ہے یعنی اتنے مبالغہ سے نہیں اٹھاتے تھے کہ بغلوں کی سفیدی ظاہر ہو جائے مطلق اٹھانے کی نفی نہیں ہے۔

علامہ نوویؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ استقاء کے سوا ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے مگر بات یہ نہیں ہے۔ نبی ﷺ سے بے شمار مقامات پر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا ثابت ہے۔ تمیں کے قریب روایتیں تو میں نے صحیحین سے جمع کر کے باب صفۃ الصلوۃ شرح مہذب کے آخر میں ذکر کی ہیں۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ آپ عام دعاؤں میں بہت اونچی نہیں ہاتھ اٹھاتے تھے یا ممکن ہے سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے واقعی نہ دیکھا ہو بلکہ دوسروں نے دیکھا ہو۔ (شرح مسلم ج ۱ ص ۲۹۳)۔

یہ دونوں احتمال ممکن ہیں پہلے احتمال کی دلیل حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ کہنا ہے :

ان رفعکم ایدیکم بدعة ما زاد رسول اللہ ﷺ علی هذا

یعنی الی الصدر (مسند احمد ج ۲ ص ۱۳۹)

”تمہارا ہاتھ اٹھانا بدعت ہے نبی ﷺ سینے سے اوپر نہیں اٹھاتے تھے“

دوسرے احتمال کی مثال یہ دی جاسکتی ہے۔ صحیحین کی روایتوں سے نبی ﷺ کا صلوۃ النضحیٰ پڑھنا ثابت ہے مگر ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس کے متعلق دریافت کیا گیا تو کہنے لگے کہ مجھے پتہ ہی نہیں ہے۔ (بخاری ص ۱۵۷) تو اس کا بھی یہی جواب ہے کہ آپ نے اس پر چونکہ دوام نہیں فرمایا اس لئے کسی نے دیکھا

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے ایک شخص کو حالت نماز میں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے دیکھا تو فرمایا کہ نبی ﷺ نماز سے فارغ ہونے کے بعد ہاتھ اٹھا لیتے تھے۔ (تحدہ- الاحوذی ج ۱ ص ۲۴۵) (حوالہ مجمع الزوائد بیہقی- طبرانی)۔

بروایت فضل بن عباس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ :

”نماز کے بعد سیدھے ہاتھوں سے یارب یارب کہہ کر دعا مانگو“ (ترمذی)

مختصر یہ کہ نماز کے بعد دعا مانگنا سنت ہے۔ ہاتھ اٹھانا اس کے آداب میں شامل ہے۔ تاہم یہ نمازیوں کی مرضی ہے کہ وہ ہاتھ اٹھا کر مانگیں یا بغیر ہاتھ اٹھائے مانگیں۔ فردا فردا مانگیں یا مل کر مانگیں سب جائز ہے۔ صحیح اور خصوصی ثبوت کے بغیر ہر قسم کی پابندی سے گریز کرنا چاہیے اسے ضروری سمجھنا اتنا ہی غلط ہے جتنا کہ اس سے منع کرنا۔ اس مسئلہ میں تشدد اور تفریق بین المسلمین روا نہیں۔

علامہ عبدالرحمن مبارکپوریؒ فرماتے ہیں کہ نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا جائز ہے اور کوئی حرج نہیں ہے۔ (تحدہ- الاحوذی ج ۱ ص ۲۴۶)۔

جو لوگ اس موقع پر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کے خلاف ہیں میں ان سے پوچھتا کہ پھر اس سے بہتر اور کون سا موقع ہے؟ ہم لوگوں سے کہتے ہیں کہ غیروں سے نہ مانگو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے مانگنا بھی چھوڑ دیا ہے، یہ کیسی توحید ہے؟

البتہ عثمانی صاحب کے ہم مسلک حنفیہ کا رویہ عجیب ہے یہ ہر نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر برائے نادعا کرنا ضروری سمجھتے ہیں حتیٰ کہ اس کی خاطر مسنون اذکار تک کو ترک کر دیتے ہیں۔ حالانکہ ان کی کسی کتاب میں یہ مسئلہ بیان نہیں ہوا۔ پتہ نہیں یہ کس کے مقلد ہیں مدیوی حضرات تو اور بھی بہت گل کھلاتے ہیں مگر

یہ قوم تو ویسے ہی مرفوع الہم ہوتی ہے انہیں شاید پوچھنے والا ایسی کوئی نہیں۔

وتروں میں دعائے قنوت :- الہد یثوں کے بارے میں انہیں یہ

بھی شکوہ ہے کہ یہ وتروں میں ہاتھ اٹھا کر دعائے قنوت پڑھتے ہیں۔ چونکہ خاص اس بارے میں واقعی کوئی صحیح حدیث نہیں اس لئے وہ اسے کمزور بھی خیال نہیں کرتے تاہم عثمانیوں کا اسے بدعت کہنا اور اس جیسے مسائل کی آڑ لے کر نوجوانوں کو ورغلانے کی کوشش کرنا زیادتی ہے۔ دیانتداری کے ساتھ کسی کا ضمیر ایک مسئلہ کے بارے میں مطمئن نہ ہو تو وہ پشیمک اس پر عمل نہ کرے کوئی پہاڑ نہیں ٹوٹ پڑتا ترک مذہب عقل سے باہر ہے۔ کئی الہد یث نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا نہیں مانگتے۔ وتروں میں ہاتھ اٹھا کر دعائے قنوت نہیں پڑھتے تو کسی نے ان کا چالان تو نہیں کر دیا۔ الہد یث مسلک میں تقلید کی جکڑمدیاں نہیں ہیں یہاں تحقیق کا دروازہ کھلا ہے۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں بات کسی کی سمجھ میں آتی ہے ٹھیک ہے۔

زیر بحث مسئلہ کے بارے میں عرض ہے۔ ایک ہے وتروں میں دعا قنوت کا پڑھنا اور ایک ہے اس کے لئے ہاتھوں کا اٹھانا۔
نبی ﷺ نے وتروں میں یہ قنوت پڑھنے کی تعلیم دی۔

اللهم اهدني لہم ہدیت الخ (عن حسن بن علی -

ابوداؤد - ترمذی - نسائی - ابن ماجہ) -

آپ وتر کے آخر میں یہ دعا پڑھتے :

اللهم ان اعوذ برضاك من سخطك الخ (ابو داؤد - ترمذی

- نسائی - ابن ماجہ -

بعض لوگوں کو ان روایتوں سے مغالطہ لگ جاتا ہے جن میں یہ ہے کہ آپ نے ایک مہینہ دعائے قنوت پڑھی اور پھر چھوڑ دی۔ معلوم ہونا چاہیے کہ ان روایتوں میں قنوت نازلہ کا ذکر ہے جو بیچ وقتہ نمازوں میں پڑھی گئی تھی۔ بھک صحیح مسلم کی احادیث کا مطالعہ فرمائیں۔

اصل مسئلہ جو قابل غور ہے وہ وتروں میں ہاتھ اٹھا کر دعائے قنوت پڑھنے کا ہے باوجود تلاشِ سیار کے کم از کم میرے ناقص علم میں ابھی تک کوئی صحیح حدیث نہیں آئی البتہ اس مسئلہ میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ جب قنوت نازلہ میں ہاتھ اٹھانا ثابت ہے (مسند احمد) تو اسے بھی اس پر قیاس کیا جاسکتا ہے کیونکہ فرضی اور نفلی نمازوں کے مابین شرائط و آداب کا فرق نہیں۔ نیز جزء رفع یدین بخاری میں ان من مسجود سے اور قیام اللیل میں مروزی میں ان من مسجود کی علاوہ حضرت عمرؓ سے، حضرت ابو ہریرہؓ سے اور کچھ تابعینؓ سے قنوت وتر میں ہاتھ اٹھانے کا ثبوت ملتا ہے۔ (حوالہ تھہ - الاحوذی ج ۳ ص ۳۴۳)۔

لہذا قنوت وتر میں اگر ہاتھ اٹھائے جائیں تو جواز کی گنجائش بہر حال نظر آتی ہے کیونکہ ہاتھ اٹھانا دعا کے آداب میں شامل ہے۔ تاہم ہمارے نزدیک نہ صرف ہاتھ اٹھانا واجب نہیں بلکہ سرے سے دعائے قنوت ہی واجب نہیں البتہ عثمانی صاحب کے اصلی مذہب حنفی میں قنوت وتر کا وجوب ضرور محل نظر ہے اور قنوت کے لئے تکبیر تو بالکل بلا دلیل اور بے موقع ہے۔

اذان اور امامت پر اجرت لینا :- انہیں ایک یہ شکایت ہے کہ

جو امام اور مؤذن اجرت پر دین کا کام کرتے ہیں یہ قرآن آیات کا انکار ہے۔ حالانکہ قرآن مجید میں یہ کہیں نہیں لکھا کہ امام اور مؤذن تنخواہ نہ لیں۔ قرآن مجید میں جو بات بیان ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ پیغمبروں نے اپنی (کافر) قوموں سے کہا کہ ہم تم سے معاوضہ نہیں مانگتے یہ حرمت کی دلیل نہیں ہے۔ نہ مانگنا اور چیز ہے حرام ہونا اور چیز ہے۔ پیغمبروں نے اگر مطالبہ نہیں کیا تھا تو اس کی وجہ یہ نہیں تھی کہ وہ حرام تھا بلکہ اس لئے کہ وہ حد درجہ بے لوث تھے نیز پیغمبروں کا اپنی کافر اور دشمن قوموں سے اجرت کا کلیم نہ کرنا اور کسی امام اور مؤذن کا ایک اسلامی ادارے میں بطور ملازمت منسلک ہو کر مشاہرہ وصول کرنا دو مختلف چیزیں ہیں۔ پہنچا ہون بعد دینیات کی ملازمت پر اجرت وصول کرنے سے قرآن مجید اور صحیح حدیث میں منع نہیں کیا گیا بلکہ اسکے برعکس ملاحظہ فرمائیے کہ سب سے بڑی چیز قرآن مجید ہے اسکے بارے میں آپ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ :

ان احق ما اخذتم عليه اجرا كتاب الله - (بخاری ص ۴۵۸)

”تم کتاب اللہ پر مزدوری غولی لے سکتے ہو۔“

حق مر خالص مالی معاملہ ہے قرآن مجید میں ہے کہ :

ان تبغوا باموالکم (النساء)

”کہ تلاش کرو تم اپنے مالوں کے ساتھ۔“

لیکن نکاح کے خواہشمند ایک صحابی کے پاس مہر میں دینے کو کچھ نہ تھا تو

فرمایا :

اذهب فقد انکحتھا بما معک من القرآن (عن سهل بن

سعد - بخاری ص ۷۷۷) -

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

تیرے پاس جو قرآن ہے جا اس کے عوض میں نے تیرا اس عورت سے نکاح کیا۔“

اس سے معلوم ہوا کہ قرآن پڑھا کر اجرت لی جاسکتی ہے۔

ابوداؤد میں ایک روایت آتی ہے کہ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے اصحاب صفہ میں سے کچھ لوگوں کو قرآن مجید پڑھایا تو نبی ﷺ نے انہیں ان سے کسی قسم کا معاوضہ لینے سے منع فرمایا۔ مگر یہ روایت صحیح نہیں۔ علامہ عبدالرحمن مبارکپوریؒ فرماتے ہیں کہ قرآن کی تعلیم پر اجرت نہ لینے کی روایتیں ضعیف اور ناقابل احتجاج ہیں۔ بالقرض وہ تمام مل کر کسی قابل دلوں تو بھی جواز والی روایتیں مقابلہ زیادہ صحیح اور قوی تر ہیں نیز بقول حافظ ابن حجرؒ وہ روایتیں مختلف حالات کے بارے میں ہیں اور ان میں تاویل کا احتمال ہے۔ (تہذیب الاحوذی ج ۳ ص ۱۶۹)۔
عمر بن ابی العاصؓ سے نبی ﷺ نے فرمایا:

اتخذ مؤذنا لا ياخذ على اذانه اجرا (ترمذی)

”وہ مؤذن رکھو جو اذان پر اجرت نہ لے۔“

مگر ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے مجھے اذان سکھائی، میں نے اذان دی، جب اذان سے فارغ ہوا تو آپ ﷺ نے مجھے ایک تھیلی دی جس میں کچھ چاندی تھی۔ (نسائی)۔ معلوم ہوا کہ یہ حکم استحباب کے لئے ہے۔

دینی ملازمتوں پر اجرت نہ لینے کا اگر کوئی جبری قانون ٹھونس دیا جائے تو

اس سے صرف غریب مولوی اور مؤذن ہی متاثر نہیں ہوئے گے بلکہ سکولوں،

کالجوں اور یونیورسٹیوں میں اسلامیات پڑھانے والے اساتذہ اور پروفیسرز بھی اس

کی زد میں آئیں گے بلکہ قرآن و حدیث کی اشاعت کا کاروبار کرنے والے ادارے

بھی اس کے رگڑے میں آجائیں گے یہ اسلامی کتب خانے اور یہ تاج کینیاں سب بند ہو جائیں گی بلکہ خلفائے راشدین کے مشاہرے بھی زیرِ بحث آئیں گے ان کے بارے میں عثمانیوں کو از سر نو غور کرنا پڑے گا کہ ان کے پیچھے بھی نماز جائز تھی یا نہیں (معاذ اللہ) کیونکہ وہ اپنے دورِ خلافت میں نمازوں کے امام بھی ہوا کرتے تھے۔ اگر کوئی کہے کہ وہ تو حکومت کے اور بھی کئی کام کرتے تھے تو گزارش ہے کہ ان کے پیش نظر سب سے اہم کام نماز ہی ہوتا تھا چنانچہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے عمال کو لکھا تھا کہ :

ان اہم امور کم عندی الصلوۃ۔ (موطا امام مالک)۔

”میرے نزدیک تمہارا سب سے اہم کام نماز ہے۔“

نیز مسجدوں میں بھی صرف اذان اور نماز نہیں ہوتی دیگر خدمات بھی ہوتی ہیں، صفائی ہوتی ہے، حفاظت ہوتی ہے، انتظام ہوتا ہے، تعلیم ہوتی ہے، تدلیس ہوتی ہے بلکہ سب سے بڑی بات یہ کہ باقاعدہ ملازمت اور ڈیوٹی ہوتی ہے۔

میں معترضین سے درخواست کرتا ہوں کہ مشورہ دینے یا فتویٰ لگانے کی بجائے خود کسی قابل ہو کہ مسجدوں میں تشریف لائیں اور باقاعدگی کے ساتھ بوقتہ اذانیں دیں اور پابندی کے ساتھ پوری نمازیں پڑھائیں اور بغیر تنخواہ سارا کام کریں تاکہ پتہ چلے تو حید خالص والوں کے دل میں اسوہ ہائے حسنہ کی کتنی قدر ہے خالی تنقید کا تو کوئی فائدہ نہیں۔ دراصل اس کی تہ میں جو بات نظر آتی ہے وہ یہی ہے کہ عثمانی صاحب کے بڑوں کا یعنی قدمائے حنفیہ کا یہی مذہب تھا کہ اسلامیات پر اجرت لینا جائز نہیں۔ (بدایہ ج ۳ ص ۳۵۲)۔

تازہ خبر :- مکر عثمانیوں کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ متاخرین احناف کا قول اس سے مختلف ہے۔ لکھا ہے کہ :

اب ہمارے بعض مشائخ نے تعلیم قرآن پر اجرت کو مستحسن قرار دے دیا ہے اس لئے کہ اب امور دینیہ میں سستی ظاہر ہونے لگی ہے تو روکنے سے قرآن کی حفاظت متاثر ہو کی اور اسی پر فتویٰ ہے۔ (ہدایہ ج ۳ ص ۲۵۲)

اور عثمانی حضرات غالباً چاہتے بھی یہی ہیں کہ دینی ادارے کسی طرح بند ہو جائیں نیز درمختار میں لکھا ہے :

اب فتویٰ یہی ہے کہ قرآن اور فقہ کی تعلیم پر اور امامت پر اور اذان پر اجرت لینا صحیح ہے۔

الہدایت نام :- انہیں ایک یہ اعتراض بھی ہے کہ لوگ دیوبندی، بریلوی، اہلسنت یا الہدایت کیوں کہلاتے ہیں سیدھی طرح مسلمان کیوں نہیں کہلاتے جو اللہ کا تجویز کردہ نام ہے۔

جہاں تک دیوبندی، بریلوی یا حنفی شافعی کا تعلق ہے، یہ وہ ان کے ساتھ کافی حد تک متفق ہے۔ یہ نسبتیں اگر صرف اسکوئی حد تک رہتیں تو حرج نہیں تھا جیسے ندوی، سلفی، علیگ وغیرہ لیکن چونکہ یہ اصولی اور تقلیدی ہو گئی ہیں اس لئے اس میں واقعی حرج ہے۔ البتہ لفظ الہدایت یا اہلسنت پر اعتراض ایسے ہی ہے جیسے کوئی کہے کہ آپ انسان ہو کر کھوکھر صاحب، شیخ صاحب، چوہدری صاحب یا زید

عمرکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ہے الہحدیث نام رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ کئی مسلمان کہلوانے والے ایسے ہیں جن کی وفاداریاں حدیث شریف کے ساتھ منکوک ہیں۔

حد یہ ہے کہ مرزائی بھی اپنے آپ کو مسلمان کہلانے پر مصر ہیں حالانکہ وہ غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جا چکے ہیں شیعہ بھی اپنے آپ کو مسلمان بلکہ مومن کہتے ہیں حالانکہ سنت کے دشمن ہیں۔ پرویزی بھی اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں حالانکہ منکرین حدیث ہیں مقلدین بھی اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں حالانکہ یہ حدیث پر قول امام کو ترجیح دیتے ہیں۔ بریلوی بھی اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں حالانکہ ان کے خداؤں کا شمار نہیں دیوہدی بھی اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں حالانکہ ان کا قلبی لگاؤ مدینہ منورہ سے کم اور دیوبند سے زیادہ ہے۔ عثمانی بھی اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں حالانکہ یہ ڈاکٹر مسعود عثمانی صاحب کے مقلد اور الہحدیثوں کے سخت مخالف ہیں اور انہیں مشرک کہتے ہیں۔ تو الہحدیث کا مطلب یہ ہے کہ وہ مسلمان جو قرآن کے علاوہ حدیث کو بھی مانتے ہیں اور اسے اس کا صحیح مقام دیتے ہیں امتیاز پیدا کرنے کے لئے اس وصف کا بیان کرنا ضروری تھا۔ تعارف اور پہچان کے لئے توصیفی نام گناہ کی بات نہیں اللہ تعالیٰ نے کہیں یہ حکم نہیں دیا کہ تم اپنے آپ کو صرف مسلمان کہو۔ کیا میں دریافت کر سکتا ہوں کہ خود یہ لوگ اپنے آپ کو عثمانی یا توحیدی یا حزب اللہ کیوں کہتے ہیں۔ مسلمان نام ان کے کسی لٹریچر میں نہیں دیکھا گیا بلکہ ان کی کتابیں بھی توحید ہیں ان کی مسجدیں بھی توحید ہیں، ان کی سڑکیں بھی توحید ہیں اصولاً انہیں توحید کی نہیں اسلام کی تبلیغ کرنی چاہیے۔

کراچی میں جماعت شب

کے نام سے ایک فرقہ قائم ہے ان کی ان کے ساتھ بھی بن نہیں آئی۔ میں حیران ہوں کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے مگر اس کے ننانوے نام ہیں ہم کئی ہیں ہمارا نام ایک ہو یہ کیا فلسفہ ہے۔ کیا ناموں کا تعدد بھی شرک کو مستلزم ہے؟ اچھی اور امتیازی صفتوں کی بناء پر خود قرآن و حدیث میں مسلمانوں کو بے شمار ناموں سے یاد کیا گیا ہے مثلاً مومنین، قانتین، مجاہدین، مہاجرین، انصار، عباد الرحمن، صحابہ، تابعین، اہل قرآن، اہل بدر، حزب اللہ، اصحاب الشجرہ، نبیین، صدیقین، شہداء، صالحین، صدیق، فاروق، حواری، امین، طیار، سید الشہداء وغیرہ۔

نیز یاد رہے کہ مسلمان صرف امت محمدیہ کا نام نہیں اہل حق کا ہمیشہ یہی نام رہا ہے مثلاً حضرت نوحؑ مسلمان تھے۔ (یونس: ۷۲)

ابراہیمؑ، اسماعیلؑ، اسحاقؑ، یعقوبؑ اور ان کی اولاد مسلمان تھے۔ (ہرۃ ۱۳۱ تا ۱۳۳)۔

لوٹ مسلمان تھے (زاریات: ۳۶)

یوسفؑ مسلمان تھے۔ (یوسف: ۱۰۱)

قوم موسیٰؑ مسلمان تھی۔ (یونس: ۸۴)

اور قوم عیسیٰؑ بھی مسلمان تھی۔ (مائدہ: ۱۱۱)

(علیم الصلاۃ والسلام) تاہم اللہ تعالیٰ نے انہیں امتیاز کی بناء پر اہل کتاب

بھی کہا، نصاریٰ بھی کہا، حواری بھی کہا، اہل تورات بھی کہا۔ (بخاری ص ۱۱۱) اہل انجیل بھی کہا (مائدہ: ۴۷) حنیف بھی کہا۔

کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ناموں سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہاں اگر کوئی نام

اسلام کی ضد ہو، ایسا کتاب و سنت سے باہر ہو گا۔ مٹنے والا ہو، مسلمانوں کی وحدت کو

پارہ پارہ کرنے والا ہو اور اس سے فرقہ واریت پیدا ہوتی ہو جیسے کسی مقلد جامد کا حنفی، شافعی، جعفری وغیرہ ہونا تو یہ بیشک مضر ہے لیکن اگر کوئی نام قرآن و سنت کے ساتھ تعلق کو مزید مضبوط اور استوار کرنے والا ہو تو یہ نہ صرف جائز بلکہ اوروں سے ممتاز کرنے کے لئے ضروری ہے۔ اہل علم جانتے ہیں کہ نہ صرف سنت نبوی حدیث ہے بلکہ قرآن بھی حدیث ہے بلکہ بہترین حدیث ہے۔ (مسلم ج ۱ ص ۲۸۴) بلکہ احسن الحدیث ہے۔ (سورہ زمر: ۲۳)۔

ہماری سنت الہی کے مطابق قرآن و حدیث سے خصوصی تعلق رکھنے کی وجہ سے اگر ہم اپنے آپ کو اہلحدیث کہلائیں تو کیا اعتراض ہے؟ بلکہ غنیمت سمجھنا چاہئے اور اللہ کا شکر بجالانا چاہئے کہ اس گمے گزرے دور میں ایسے لوگ موجود ہیں جنہوں نے بلا خوف و لومۃ لائم کتاب و سنت کو اپنے سینوں سے لگایا ہوا ہے لفظ اہلحدیث ہماری ایجاد نہیں یہ نام سلف صالحین کے زمانہ سے چلا آرہا ہے کس کس کو مشرک کہیے گا۔

لفظ مسلمان :- ویسے مجھے خوشی ہے عثمانیوں کو لفظ مسلمان پسند ہے لیکن

یہ بتا دوں کہ حدیث کی رو سے مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان سلامت رہیں مگر نہ جانے یہ کیسے مسلمان ہیں جن کی زبان اور قلم سے کوئی بھی محفوظ نہیں رہا شاید اس لئے کہ ان کے نزدیک مسلمان ہی کوئی نہیں۔

عثمانی اہلحدیث مساجد میں :- تعجب ہے ایک طرف یہ لوگ

اہلحدیثوں کو ایک فرقہ سمجھتے ہیں، مشرک سمجھتے ہیں پھر سلام پھرنے کے بعد ان کی مسجدوں میں نماز پڑھنے بھی آجاتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کی محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مسجد کو مسجد ضرار سے تعبیر فرمایا ہے جہاں مسلمانوں کو کھڑے ہونے کی اجازت ہی نہیں۔ (توبہ ص ۱۰۸) بول بھٹے خود ان کے ایک معتبر گورو نے کہا یہ مسجدیں ان کے نزدیک استنجا خانوں سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتیں۔

اس سے بڑھ کر ستم یہ کہ پھر اہل حدیث وغیرہ حضرات کو ساتھ ملا کر جماعت بھی کرا دیتے ہیں لوگ انہیں اہل حدیث سمجھ کر ان کے پیچھے نماز پڑھ لیتے ہیں میں ان سے دریافت کرتا ہوں کہ کیا نبی ﷺ نے کبھی مشرکوں کو جماعت کرائی تھی۔ امام پیشوا ہوتا ہے، امام دلیل ہوتی ہے اس بات کی کہ جو مذہب مقتدیوں کا ہے وہی مذہب امام کا ہے تو کبھی اتفاقاً یا شاذ و نادر نہیں بلکہ جان بوجھ کر مشرکوں کی امامت کو معمول بنالینے سے کیا امام صاحب خود مشرک نہ ہو گئے۔

امام مسلمان ہو اور مقتدی مشرک ہو کیا اس طرح جماعت ہو جاتی ہے۔ کیا یہ جماعت جماعت کے حکم میں ہے اور کیا اس ڈرامے سے انہیں جماعت کا ثواب مل جاتا ہے؟ کیا یہ ان کا اخلاقی فرض نہیں کہ پہلے بتلادیا کریں کہ لوگو! میں مسلمان ہوں اور تم سب مشرک ہو تاکہ پھر جس کا جی چاہے اقتداء کرے اور جس کا جی چاہے نہ کرے۔ نمازیوں کو دھوکہ میں رکھنا اور فراڈ کرنا تو بہت بُری بات ہے یہ شریف آدمی کے شایان شان نہیں۔ حدیث نبوی ہے کہ من غش فلیس منا (عن ابی ہریرۃ - ترمذی) ”جو دھوکہ دے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔“

اہل حدیثوں کو مشرک سمجھنے کے باوجود اہل حدیث مساجد میں خود کو اہل حدیث ظاہر کرنا دھوکہ دہی کے علاوہ بدترین ریاکاری بھی ہے جو بذات خود شرک ہے۔ یہ بریلوی مساجد کا رخ نہیں کرتے اہل حدیثوں میں گھس کر فتنہ و ضلالت پیدا کرنے

کی کوشش کرتے ہیں اور امامت کے شوق میں رفع یدین کے مخالف ہونے کے محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

باوجود رفع یدین کر کے نماز پڑھاتے ہیں کیا یہ منافقت نہیں۔ ان کا تقویٰ کیا کتا ہے انہیں اپنے آپ کچھ خیال کرنا چاہیئے۔

مشترکہ جلسے :- ان کے نزدیک اہلحدیثوں کا قصور یہ بھی ہے کہ یہ غیر مسلک والوں کے ساتھ مل کر جلسے کرتے ہیں۔ مدہ کو اس میں کوئی حرج نظر نہیں آتا۔ ایک صحیح مقصد کے حصول کے لئے باہم مل کر کام کرنے میں کیا قباحت ہے۔ کیا اشتراک بھی شرک کے زمرہ میں آجاتا ہے؟ اللہ بیشک لاشریک ہے تو کیا اب یہ بھی لاشریک ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ :

تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان
(مائدة : ۲)

”نیکی اور پرہیزگاری میں ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی کے کاموں میں مدد نہ کرو۔“

معلوم ہے کہ ہو خزاعہ (مشرکین) مسلمانوں کے حلیف تھے اور ان کی حمایت ہی کے سلسلہ فتح مکہ کا موقع پیدا ہوا تھا۔ (سیرت النبی ﷺ ص ۷۴-۷۳)۔ ورنہ تو شرائط حدیبیہ کی رو سے مسلمان دس برس تک مکہ پر یلغار نہیں کر سکتے تھے۔

غزوہ حنین میں نبی ﷺ کے ساتھ دو ہزار غیر مسلم (طلقاء) تھے۔ (سیرت النبی ۳۹۱)۔

غزوہ خیبر میں ایک شخص نے نہایت بہادرانہ جنگ لڑ کر اور زخموں سے چور ہو کر خود کشی کر لی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اعلان کر دو :

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

لا بدخل الجنة الا مومن ان الله يؤيد الدين بالرجل الفاجر
(بخاری ص ۶۰۴)۔

”جنت میں صرف ایمان والے داخل ہوں گے اللہ تعالیٰ دین کی

مدد قاجر کے ذریعے بھی کر دیتا ہے۔“

باوجود اس کے کہ نبی ﷺ نے علم وحی کی بناء پر پیشی اس چیز کی اطلاع دیدی تھی کہ یہ شخص جہنمی ہے تاہم آپ نے اس کی خدمات کو قبول فرمایا۔

خدا نخواستہ بھارت اگر پاکستان کو اپنی جارحیت کا نشانہ بنانا چاہے اور کوئی ملک مدد کو آئے تو کیا پہلے اس سے یہ پوچھیں گے کہ بتاؤ تم مسلمان بھی ہو یا نہیں بلکہ یہ بھی بتاؤ کہ تمہارا احمد بن حنبلؒ کے بارے میں کیا خیال ہے۔ لکن تحیہ کے بارے میں کیا نظریہ ہے تم شاہ ولی اللہ کو کیا سمجھتے ہو۔ سلع موتی کے بارے میں تمہارا کیا عقیدہ ہے۔ تمہارے ہاں اعمال پیش ہونے کی کیا صورت ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ یا اللہ نہ کرے ان عثمانیوں میں کوئی کسی مصیبت میں پھنس جائے اور کوئی ہمدرد انہیں چھڑانا چاہتا ہے تو کیا یہ اس سے دریافت کریں گے کہ اولاً یہ بتاؤ کہ تم عثمانی مار کہ موحد خالص بھی ہو یا نہیں؟ میرے بھائی حصول مدد کے لئے اگر اسلام کی یا مسلک کی شرط لگا دی جائے تو افغانستان کب کاروس میں ضم ہو چکا ہو تا بلکہ گرم اور کھارے پانی کے کنارے جہنم لینے والی عثمانیت بھی عالم مد زخ کو سدھار چکی ہوتی۔

ولولا دفع الله الناس بعضهم ببعض لفسدت الارض ولكن

الله ذو فضل على العالمين - (البقرة : ۲۵۱)

”اللہ تعالیٰ لوگوں کا دفاع اگر ایک دوسرے کے ذریعے نہ کرتا تو زمین کا

نظام بخواتین لیکن اللہ تعالیٰ جہانوں پر فضل کرنے والا ہے۔“

شیطانی وسوسے :- اہلحدیثوں سے ان کی نہ نبھ سکنے کی وجہ یہ بھی ہے

کہ ہم ان کے بتائے ہوئے مشرکوں کو مشرک نہیں کہتے اور ان کی عموماًئی میں بات بات پر فتویٰ لگانے کے جذبہ میں مبتلا نہیں ہیں حالانکہ بالعموم جو باتیں جو ان کے نزدیک غلط ہیں اہلحدیثوں کے نزدیک بھی غلط ہیں۔ فرق فتویٰ لگانے میں ہے۔ کچھ باتیں واقعی شرک ہیں مگر ان کے مجرم وہ نہیں جن کی طرف وہ منسوب ہیں بلکہ وہ ہیں جنہوں نے ان کو لکھا اور جنہوں نے ان کو مانا۔ کچھ باتیں ایسی ہیں جو غلط تو ہیں مگر شرک نہیں ہیں۔ فتویٰ لگانے کے لئے ضرورت سے زیادہ ان کی اہمیت کو بڑھا دیا گیا ہے اور کچھ باتیں ایسی ہیں جو حقیقت میں کچھ بھی نہیں ہیں۔ ان اعتراضات کو یا ان اعتقادات کو شیطانی وسوسے یا ہمزات الشیاطین سے تعبیر کرنا زیادہ موزوں ہو گا۔ اس مذہب کو ہم عثمانی مذہب تو کہہ سکتے ہیں یہ آسمانی مذہب ہرگز نہیں۔ انہوں نے توحید کا لیل لگا کر اہل توحید اور ائمہ توحید کے خلاف نفرت پھیلائی ہے۔ حد یہ ہے کہ ان کے نزدیک اہلحدیث بھی مشرک ہیں اور ان کے پیچھے ان کی نماز ناجائز ہے۔

گزارش ہے کہ اہلحدیثوں کو ان کے منطقی انجام تک پہنچا کر ہی دم لینا ہے تو پھر باتیں پر ختم نہیں ہوتی ذرا اس سے آگے بھی چلتی ہے۔

مسلمان مشرک کا وارث نہیں ہوتا :- مسئلہ یہ ہے کہ ایک

مسلم کافر کا وارث نہیں ہو سکتا۔ (بخاری ص ۶۱۳)۔

اب جن عثمانیوں کے والدین یا کوئی ایک ان کے مذہب پر نہیں تھا محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کے صہبائی یہ ان کی وراثت سے فی الفور دستبردار ہو جائیں۔ اب لگ پتا جائے گا کہ عثمانی کتنے پانی میں ہیں۔ راز فاش ہو جائے گا ان کی توحید کا اور پول کھل جائے گا شرک سے ان کی نفرت کا۔

آپس میں نکاح بھی جائز نہیں :- نہ صرف یہ بلکہ میاں بیوی میں سے اگر ایک عثمانی ہے اور دوسرا نہیں ہے تو ان کے درمیان بھی فوراً جدائی واقع ہونی چاہیے کیونکہ مسلمان اور مشرک کا باہم نکاح قرآن کی زد سے جائز نہیں۔ (مرہ: ۲۲۱)۔

تعلقات ختم :- نیز اب عثمانیوں کو غیروں سے دلی دوستی ختم کر دینی چاہیے۔ علیک سلیک بند کر دینی چاہیے۔ اور ان کے جنازوں میں شامل ہونا بھی چھوڑ دینا چاہیے۔ ارشادِ ربانی ہے کہ :

ومن يتولهم منكم فانه منهم - (المائدة : ۱۵)

”اور جو ان سے دوستی کر لے گا وہ انہی میں سے ہوگا۔“

زنانک بھوں چڑھانا، شرک شرک کرنا اور اہل حدیث سمیت سب کو کافر مشرک سمجھ کر ڈیڑھ اینٹ کی الگ مسجد بنالینا کوئی کسب نہیں ہے۔

ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ هديتنا وهب لنا من لدنك رحمة

انك انت الوهاب - (آل عمران : ۸)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت نصیب فرمائے (آمین)۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین -

مصنف رحمہ اللہ کی دوسری تصنیفات

عقائد
عقائد

قادی عالسیر
برایک نظر

قبر پر
اور اس کے ساتھ

وحد
وحد

عن ملا
(ایک دفعہ ایک حدیث ہے)
قرآن منہ کی دوسری

وحد
قرآن منہ کی دوسری

وحد
وحد

وحد
وحد

وحد
وحد

وحد
وحد

وحد
وحد

وحد
وحد

وحد
وحد